SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 23, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ
وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَآءَ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ
الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور
پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمالِ شیطان
سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ ○
شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے
کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش
ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے
روک دے تو تم کو (ان کاموں سے) باز رہنا
چاہیئے ○ سورۃ المائدہ آیت ۹۰، ۹۱

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 23, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ
وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَآءَ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ
الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝

ترجمہ : اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بُت اور
پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمالِ شیطان
سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ ۝
شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے
کے سبب تمہاری آپس میں دشمنی اور رنجش
ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے
روک دے تو تم کو (ان کاموں سے) باز رہنا
چاہیے ۝ سورۃ المائدہ آیت ۹۰، ۹۱

SUSPENSION OF QUESTION HOUR

Mr. Chairman: جزاک اللہ Mr. Muhammad Ali Khan.

Mr. Mahammad Ali Khan: Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 the requirement of Rule 38 of the said Rules be suspended regarding the Question Hour for 23rd January, 1989.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Muhammad Ali Khan under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the requirement of Rule 38 of the said Rules be suspended regarding the Question Hour for 23rd January, 1989.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The Question Hour is suspended. Mr. Shahd Muhammad Khan on a point of order.

جناب شاد محمد خان: جناب آئندہ کے لئے یہ precedent نہ بنے کہ جب بھی دل چاہا رول کو suspend کر دیں اور ہمیں ہمارے سوالات سے deprive کریں جو بڑے قیمتی ہوتے ہیں اور ان سے بہت انفارمیشن ملتی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں شاد محمد خان، میں اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں دراصل جو پروگرام شروع میں جاری کیا گیا تھا اس کے مطابق آج کا دن کام کا دن نہیں تھا چھٹی کا دن تھا لہذا یہ جو دن suspend کیا جاتا ہے یہ اس لئے نہیں جاتا کہ Question Hour کو avoid کیا جائے بلکہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس دن کے لئے Questions اور Answers تیار نہیں ہوتے کیونکہ یہ دن چھٹی کا تھا لہذا کل کا دن Question Hour ہوگا پرسوں کا دن شاید نہیں ہوگا چونکہ یہ پروگرام اس طرح کا بنا تھا آئندہ ہم کوشش کریں گے کہ ایسی دقت نہ آئے۔

جناب شاد محمد خان: ٹھیک ہے جناب۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: درخصت کی درخواستیں۔ مہر خداداد خان لک گھریلو مصروفیات کی بناء پر ۱۹ جنوری کو ایوان میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پیر سید محمد شاہ جیلانی نے چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر ایوان سے ۲۲ جنوری تا اپنی واپسی رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now, there are adjournment motions to be taken up. Adjournment motion No. 37 Prof. Khurshid Ahmed.

وہ موجود نہیں ہیں اسی قسم کی نمبر ۳۸ ڈاکٹر نورجہاں پانیزئی کی ہے۔

ADJOURNMENT MOTIONS

(i) RE: ASSAULT ON DR. RASHID CHAUDHARY AT PAKISTAN ART COUNCIL, KARACHI.

ڈاکٹر نورجہاں پانیزئی: شکریہ! جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتی ہوں کہ سینیٹ کے اجلاس کی معمول کی کارروائی روک کر فوری طور گزشتہ روز کراچی میں وفاقی وزیر صحت کی موجودگی میں ہونے والے ہنگامے پر بحث کی جائے اس ہنگامے میں لاہور کے سربراہ اور ممتاز معالج اور ماہر ذہنی امراض اور غیر سیاسی شخصیت جناب پروفیسر رشید چوہدری صاحب زخمی ہو گئے ڈاکٹر رشید صاحب نے گذشتہ ۱۱ سالہ دور میں بہبود کے کاموں کا ذکر کیا تھا لیکن جمہوریت کے ٹھیکیدار دوسرا نکتہ نظر برداشت نہ کر سکے۔ شکریہ!

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Opposed Sir.

Mr. Chairman: Opposed.

جی آپ کچھ مزید اس پر کہنا چاہیں گی۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: جناب چیئرمین! یہ ایک ایسا وحشیانہ اور تشدد آمیز واقعہ ہے کہ اس سے ہر حساس پاکستانی کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ ڈاکٹر رشید چوہدری نے انسانیت کی خدمت کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں ان کی مثال پورے ایشیا میں نہیں ملتی۔ میرے خیال میں اس قسم کی متشددانہ کارروائی کی مثال ملنا مشکل ہے کہ ایک ممتاز معالج بھی حکومت کے تشدد سے محفوظ نہ رہ سکے حکومتی پارٹی اس ملک میں پھر تشدد کی سیاست کو رواج دینے پر تلی ہوئی ہے مگر اس دور کے محب وطن عناصر آمریت لانے والوں کا مقابلہ کریں گے اور ایسے واقعات کو کبھی برداشت نہیں کیا جائے گا اور سب سے بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ سارا واقعہ وفاقی وزیر کی موجودگی میں ہوا ہے جو اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ یہ یقیناً اس امر کا ثبوت ہے جو کہ اس شرمناک واقعہ کے ذمہ دار خود وفاقی وزیر ہیں جنہوں نے اب تک خاموش تماشائی کا روپ دھارا ہوا ہے اصل میں بات کہنے اور سننے کا نام جمہوریت ہے اور ماضی کے کسی حکمران کی کسی اچھی بات کو بیان کرنے اور ستائش پر ایسی غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرنے والوں کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ یہ عمل نہ شریفانہ ہے نہ جمہوری۔ مجھے حیرت ہے کہ وزیر صحت جس کا درجہ اتنا اونچا ہے اور اپنے محکمے کے ایک ممتاز معالج کو تشدد کا نشانہ بنا کر بھی ابھی تک اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اخلاقی جرأت تو یہ ہونی چاہیئے تھی کہ اسی موقع پر یہ استعفیٰ دے دیتے اور ہمارا یہ پرزور مطالبہ ہے کہ ذمہ دار ارکان کے خلاف کارروائی کی جائے اور وفاقی وزیر خود ڈاکٹر رشید چوہدری

سے معافی مانگیں ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین : جی جناب لائیکا صاحب آپ بھی کچھ فرمانا چاہ رہے ہیں عام طور پہ ایڈجرنمنٹ موشن پر موور کا حق ہوتا ہے as a special case میں آپ کو اجازت دے دیتا ہوں ۔ آپ مختصراً کچھ کہنا چاہیں تو فرمائیں ۔

جناب عالم علی لائیکا : شکریہ ! جناب چیئرمین ! میں جناب والا ! کا بڑا مشکور ہوں موجودہ انتخابات کے نتیجے میں مرکز میں پیپلز پارٹی کا برسر اقتدار آجانا ایک حقیقت ہے ۔ صوبہ پنجاب میں آئی جے آئی کا برسر اقتدار آجانا ایک مسلمہ حقیقت ہے ضرورت اس امر کی تھی کہ رواداری اور برداشت کی فضا برقرار رکھی جاتی لیکن شومئی قسمت کچھ بدخواہ لوگ اُس طرف بھی ہیں خواہ لوگ اِس طرف بھی ہیں جن کو سنبھالا نہیں جا رہا ہے ۔ ڈاکٹر رشید چوہدری پر حملہ اس لئے قابلِ مذمت ہے کہ ڈاکٹر رشید چوہدری انسانی خدمت یعنی خدمت خلق پہ کمربستہ ہیں اور ایسے لوگوں کے علاج معالجے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں جن کی خدمت کرنے کے لئے خاندان کے لوگ مستعد نہیں ہوتے انہوں نے اس ملک میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں ۔ فونٹین ہاؤس کا قیام ان کی شاندار خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے جہاں فاتر العقل افراد کی بحالی کے لئے کاوش کی جاتی ہے ۔ میری بہن ڈاکٹر نورجہاں صاحبہ نے بجا طور پہ فرمایا کہ جمہوریت سننے سنانے اور برداشت کا نام ہے اظہار خیال کا نام ہے جس کے لئے ہم اسمبلی میں بحث و مباحثہ کر رہے ہیں ۔ ایک مقتدر شخصیت کا مجمع عام میں مرکزی وزیر کی موجودگی میں کسی بات پہ اظہار کر دینے سے اس کو اس قدر ضربات پہنچانا اور اس قدر مارنا کسی لحاظ سے بھی قابلِ تعریف اقدام نہیں کہا جا سکتا اس پہ حکومت بلاشبہ یہی کہے گی کہ نہ تو وزیر صاحب کا یہ فعل ہے اور نہ ہی وزیر اعظم صاحبہ کا یہ فعل ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو آدمی بھی اس سے منسلک ہے جس آدمی نے بھی کیا ہے اس نے بلاشبہ ڈاکٹر رشید چوہدری سے

[Mr. Alam Ali Laleka]

ذاتی مخاصمت کی بنا پر نہیں کیا ہے بلکہ اپنے راہنما کو خوش کرنے کے لئے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے یہ اقدام کیا گیا ہے میں اس کی پر زور مذمت کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ حکومت اگر واقعی جمہوریت چاہتی ہے ، اگر واقعی رواداری چاہتی ہے ، اگر واقعی برداشت چاہتی ہے تو انہیں اپنے ورکرز کو لگام دینا ہو گی ۔ شکریہ جناب ۔

جناب چیئرمین : جی جناب لاء منسٹر صاحب ۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وفاقی وزیر صحت جب خود موجود ہیں تو پھر وزیر قانون کو اس کا جواب دینے کے لئے کیوں کہا گیا ہے ۔

Mr. Chairman: It is the right of the Government.

کہ وہ کس کو اس چیز کے لئے نامزد کرتے ہیں ۔ تو لاء منسٹر صاحب فرمائیں ۔

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Thank you Mr. Chairman. Sir, I assure the House and you that we are realizing equally as profoundly as any other honourable member the incident that happened. Dr. Rashid Chaudhary is a very eminent psychiatrist. Every one respects him. It was never intention of the Government or the Federal Minister present there to, God forbid, humiliate or touch or embarrass or harass an eminent psychiatrist who was invited if that was the intention he would not have been invited or the Federal Minister could have said that I would not attend the function. We have all the respect for him. It was a very unfortunate incident and Dr. Rashid Chaudhary being a truthful person that he is, in fact he issued a statement which was reported in Jang of 14th of January in Lahore it reads and I quote:—

" مجھ پر حملہ سازش کے تحت نہیں ہوا "

So, Dr. Sahib himself being cognizant of it, the scuffle errupted unfortunately, I would not like to dilate on why did it happen. There were certain remarks made by Dr. Rashid Chaudhary. If we all respect him then we should not discuss matters about what he said because he is not present here he can not defend himself. He did say

something which a segment of people sitting there Mr. Chairman, did not like, and a Federal Minister for that matter even if any honourable member of this House who moved this resolution were present, they could not have stopped the people from behaving in a manner that they did. We totally condemn it. After the resolution the matter was brought to the Federal Government's notice; we checked up with the provincial government because law and order in the Province is within the jurisdiction and domain of the Provincial Government of Sindh. They informed us that no formal complaint has been lodged with them, therefore, no investigations could be conducted. But even now we assure this honourable House if any formal complaint is lodged because to condemn unheard Mr. Chairman Sir, would not be justice, people who were responsible why did they do that, we would certainly if you so desire, if the House so desires, request the provincial government to conduct an inquiry. So, I would request in view of these facts that if we discuss this matter there are certain facts which are in our knowledge as to why did it happen. Certain remarks were passed by Dr. Rashid Chaudhary, I am confident whatever he has said he could not have meant it with any ill will or acrimony. He just could have said something but it did unfortunately cause that reaction in a segment of the people sitting there and we would never — this Government or the Prime Minister, the honourable member mentioned, the Prime Minister. of assure the honourable members that we would never condone any act of violence against any human-being, against any citizen of this country regardless of his place, regardless of his stature. We respect every one. We would go according to law and as I said if so desired we can ask the provincial government to conduct an enquiry. Therefore, I request that this adjournment motion in view of this explanation given be not pressed. Thank you.

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of order Sir

Mr. Chairman: Let me get the reaction of the honourable mover.

Mr. Hasan A. Shaikh: Then she will also be able to give reaction on what I will say.

Mr. Chairman: O.K.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, two points Sir. (1) the Law Ministers says that the people there could not avoid it. In other

[Mr. Hasan A. Shaikh]
words the high ups in the people party are encouraging the assaults on the respectable people outside. And the second thing is said 'no complaint has been lodged'. He is a lawyer of eminence, he should know that for a cognizable offence committed in the presence of a Police Officer no formal complaint is necessary. The Police Officer can act for the offence committed in his presence.

قاضی عبداللطیف: جناب والا، نقطۂ وضاحت پر میں کھڑا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی ارشاد، نقطۂ وضاحت پہ۔

قاضی عبداللطیف: ہمارے قابلِ احترام وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ کوئی سازش نہیں ہے، ہم اسے تسلیم کرتے ہیں، سوال یہ ہے کہ اخبارات کی رپورٹ یہ ہے کہ اس وقت وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ نوکر شاہی کو سیاسی آداب سیکھنے چاہیئں ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا اب آپ اندازہ لگایئے کہ اگر واقعتاً یہ الفاظ ہیں، لوائے وقت' اور 'جسارت'، کے، تو ان پرچوں کو دیکھ لیا جائے تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ جس طریقے سے شیخ صاحب نے فرمایا کہ ان کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے، کیا حکومت از خود اس میں مداخلت نہیں کر سکتی تھی اور آج تک، جب کہ اتنے دن گزر گئے ہیں، بارہ جنوری کا یہ واقعہ ہے، اس کے بعد اتنے دن گزرنے کے باوجود بھی، کسی ذمہ دار شخصیت کی جانب سے، اس کی مذمت میں کوئی بیان نہیں آیا ہے۔

جناب چیئرمین: آج وزیر صاحب نے مذمت کی ہے۔

قاضی عبداللطیف: یہ تو یاد دلانے کے بعد مذمت کی ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب، آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔

سید امیر حیدر کاظمی: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جس سٹیٹمنٹ کا معزز ممبر نے حوالہ دیا ہے، اس سٹیٹمنٹ سے میرا کوئی تعلق نہیں اور ڈاکٹر چوہدری گورنمنٹ ملازم نہیں ہے، اگر اس سلسلے میں، جیسا وہ سمجھ رہے ہیں کہ میں نے کوئی

بیان دیا ہے، ان کی طرف کوئی اشارہ نہیں لیکن اگر ایوان چاہتا ہے اور آپ مجھے اجازت دیں تو اس سارے مسئلہ پر میں گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے، پہلے تو دیکھتے ہیں، کہ اس ایڈجرنمنٹ موشن پر موور کیا کہتی ہیں۔

Dr. Noor Jehan, according to the Law Minister he is condemning this action and he is saying that if you so desire they are willing to have a formal investigation into this matter and although no formal complaint has been registered but if you so desire the Provincial Government will be directed to hold an investigation into the matter. Does that satisfy you or you still press your motion.

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: جناب چیئرمین صاحب! میں قاضی صاحب اور جناب حسن اے شیخ صاحب کی پوری تائید کرتی ہوں لیکن میں ایک بات بتاؤں کہ شکر ہے کہ حکومتی پارٹی میں بھی افتخار گیلانی جیسے وزیر ہیں جو ہر مشکل وقت میں ہر محکمے کے کام آتے ہیں، ان کی یقین دہانی کو قبول کرتی ہوں اور یہ یقین رکھتی ہوں کہ وہ پوری تحقیقات کریں گے اور ذمہ دار افراد کو ضرور سزا دیں گے۔ وزیر صاحب کی اس یقین دہانی کے بعد میں اس کو پریس نہیں کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب۔

سید امیر حیدر کاظمی: فاضل ممبر نے اپنی تحریک پر تقریر کرتے ہوئے میرے بارے میں بہت سارے ریمارکس پاس کئے ہیں، اس کے بارے میں، میں چاہتا ہوں کہ وضاحت کر دوں۔

Mr. Chairman: I will allow you on a point of personal explanation.

سید امیر حیدر کاظمی: جناب والا! کراچی میں disabled افراد کے سلسلے میں جو function کیا گیا تھا وہ ستار ایدھی کی خدمات کے اعتراف کے طور پر کراچی میں منعقد ہوا تھا، اس میں ہم نے پاکستان میں ایسی سروسز انجام دینے والے

[Syed Amir Haider Kazmi]

تمام اداروں کے افراد کو مدعو کیا جس میں ڈاکٹر رشید چوہدری بھی شامل تھے، اس فنکشن کے آغاز میں کچھ لوگوں نے آٹھ ماہ پرانا ایک سوونیر تقسیم کیا، جس میں جنرل ضیاء الحق کی تصاویر، ان کے خاندان کی تصاویر، اور ان کی خدمات کا تذکرہ تھا۔ جس پر وہاں موجود لوگوں نے اعتراض کیا کہ اس قسم کے سوونیر جو پرانے ہیں، جن کا اس وقت کوئی تعلق نہیں، وہ تقسیم نہیں ہونا چاہیئے، اس کے تقسیم کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس فنکشن میں جو کہ خالصتاً سوشل ویلفیئر کا فنکشن تھا، اس کو سیاسی انداز دیا جائے۔ جب میں وہاں پہنچا اور میں نے آرگنائزرز سے کہا کہ اس قسم کے سوونیر تقسیم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ تو انہوں نے پھر نیا سوونیر جو اس موقع کے لئے بنایا گیا تھا، وہ تقسیم کیا اور دوسرا سوونیر واپس لینے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر صاحب، وہاں آئے، انہوں نے تقریر کی۔ اگر وہاں جنرل ضیاء الحق کے خلاف کوئی تقریر ہوئی تھی تو یقیناً ہر آدمی کو یہ حق حاصل ہے، وہ آکر اس کا جواب دے لیکن ڈاکٹر رشید نے اسٹیج پر آنے کے ساتھ ہی اپنی تقریر شروع کی اور یہ انہوں نے ضیاء الحق کے نام سے، شہید ضیاء الحق کے نام سے، ان کے کارناموں کے نام سے شروع کی اور ان سے پہلے جتنے حکمران تھے، ان سب کو تنقید کا نشانہ بنایا، میرا پوائنٹ یہ ہے کہ یہ جلسہ ستار ایدھی کی خدمات کے اعتراف کے طور پر کیا گیا تھا، وہ کوئی سیاسی جلسہ نہیں تھا اور اس جلسے میں ڈاکٹر رشید چوہدری کو اپنی آرگنائزیشن کی خدمات کا تذکرہ کرنا تھا اور ستار ایدھی کی شان میں جو کچھ وہ کہنا چاہتے تھے، اس کا انہوں نے تذکرہ کرنا تھا۔ لیکن انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس پوری تقریب کو جنرل ضیاء الحق کی تعریف سے منسوب کر دیا جائے اور ظاہر ہے کہ جب نان پولیٹیکل فنکشن میں آپ اس کو سیاسی رنگ دینے کی کوشش کریں گے تو وہاں سے مخالفانہ نعرے بلند ہوں گے۔ اس لئے مخالفانہ نعرے بلند ہوئے اور ڈاکٹر رشید چوہدری نے اس پر زور دے کر کہا کہ میں جنرل ضیاء الحق کو شہید

سمجھتا ہوں آپ چاہیں تو اس کی مخالفت کریں ۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ واقعہ کی description نہ دیں، اپنی کوئی دینا چاہتے ہیں تو وہ دیں ۔ لوگوں نے کیا کہا۔

don't think that they are concerned with that. If you want to xplain your own position then I will give you time.

سید امیر حیدر کاظمی: میں یہی پوزیشن بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے کہ ڈاکٹر رشید چوہدری کو وہاں سات ٹانکے لگے۔ سات ٹانکے اگر لگے تھے، تو ان کا کراچی کے ہسپتال میں علاج ہوتا، وہ اس پوزیشن میں نہیں ہو سکتے کہ لاہور پہنچ سکتے۔ یہ ایک سازش کے تحت ڈاکٹر چوہدری کو وہاں کلفٹن میں بھیجا گیا تھا اور ڈاکٹر چوہدری کے ذریعے وہاں فضا ایسی بنائی گئی تھی ۔۔۔۔ (مداخلت)

Mr. Chairman: I think, now that the honourable Law Minister has agreed to hold an inquiry into the matter I don't think it would be proper to raise more controversies.

انکوائری ہو جائے گی، واقعات سامنے آ جائیں گے۔

Then we will see what ....(*interruption*)

Mr. Javed Jabbar: According to Rule 205, Mr. Chairman, no debate is allowed on a personal explanation.

Mr. Chairman: Yes, correct. I agree with you. Then we will not allow any further.

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین دونوں وزیروں کے بیانات میں نمایاں فرق ہے۔

جناب چیئرمین: یہ صحیح ہے۔

قاضی حسین احمد: دونوں گورنمنٹ کو represent کرتے ہیں۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: قاضی صاحب! میں نے اسی لئے کہا ہے کہ چونکہ اب وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کی انکوائری کر رہے ہیں

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین، وزیرصحت بالکل ایک پارٹی کی حیثیت سے یہاں کردار ادا کر رہے ہیں، اور اس کو سپورٹ کر رہے ہیں کہ بہت اچھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب، میں عرض کروں گا کہ چونکہ انہوں نے کہا کہ انکوائری کر رہے ہیں، اس لئے وہ انکوائری کرلیں اور انکوائری کے بعد واقعات سامنے آ جائیں گے کہ صحیح بات کیا ہوئی ہے، واقعات کیا ہیں - - - -

(مداخلت)

سید امیر حیدر کاظمی: جناب چیئرمین! میں نے بالکل سپورٹ نہیں کیا، کہ اچھا ہوا ہے یا بُرا ہوا ہے۔

Mr. Chairman: Mr. Minister you are only required to speak when you are asked to take the floor. Not pressed on account of the assurance given by the honourable Minister.

Thank you very much. Now we go on to the next motion No. 25, Qazi Abdul Latif.

(ii) RE: INCREASING OF INDIAN TROOPS ON KASHMIR AND RAJHISTAN BORDERS

قاضی عبداللطیف: بسم اللہ الرحمان الرحیم، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر ایوان کو اس اہم حالیہ وقوع پذیر قومی اہمیت کے معاملہ پر اظہارِ خیال کا موقع دیا جائے۔ روزنامہ 'نوائے وقت' راولپنڈی ۲۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کشمیر اور راجستھان کی سرحدوں پر بھارتی فوج کو دُوگنا کرنے کا فیصلہ، جمہوری حکومت کے قیام کے باوجود پاکستان سے مخاصمت جاری ہے۔ یہ فاروق عبداللہ کا بیان ہے جناب والا! ہندوستان کی جانب سے ہمیشہ وقتاً فوقتاً اس قسم کے اقدامات ملک کی سلامتی کے لئے یقیناً خطرہ ہیں۔ نئی حکومت کے آغاز سے ہی اس قسم کے اقدامات انتہائی تشویش کا باعث ہیں۔ جبکہ آج ہی دوسری خبر اسی اخبار نے دی ہے کہ بھارت

اپنی بحری قوت میں اضافہ پر ۱۳ ارب روپے خرچ کرے گا۔ اس لئے ایوان کو اس پر بحث کا موقع دیا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Sahabzada Yaqub Khan: I have a statement to make on this.

جناب چیئرمین: قاضی صاحب! آپ مزید کچھ کہنا پسند فرمائیں گے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ پاکستان نے ہمیشہ ہندوستان کے ساتھ رواداری کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ علاقے میں امن برقرار رہے۔ اس سارے علاقے کے امن کی خاطر پاکستان نے کبھی بھی اس پر جارحانہ حملہ نہیں کیا۔ پچھلے سے پچھلے سال بھی ہندوستان نے غیر معمولی افواج کو ہماری سرحدات پر لا کھڑا کر دیا تھا جس کی بنیاد پر سارے پاکستان میں ایک اضطراب اور بے چینی پھیل گئی تھی۔ اس کے بعد پھر پچھلے سال بھی یہی پوزیشن رہی اور ہندوستان یہی کردار ادا کرتا رہا۔ شاید اس کا مقصد یہ ہے کہ سیاچین پر اس نے جو حملہ کیا تھا اس کے دفاع کے لئے یہ ڈراوا دیا جا رہا تھا اور اس کا ارادہ اور یہ واقعات اسی بات کے مظہر ہیں کہ وہ آج بھی پاکستان کو تسلیم نہیں کر رہا اور اسی بنیاد پر پاکستان کو ڈرا اور دھمکا رہا ہے۔ یہ بات کہہ دینا کہ ہم افواج اور اسلحہ کے معاملات میں تخفیف لائیں گے، میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے گورباچوف نے کہا کہ امن عالم کے لئے میں اپنی افواج میں تخفیف کر رہا ہوں۔ اسلحہ میں تخفیف کر رہا ہوں۔ ایشیا کا بڑا ملک ہونے کی حیثیت سے بھارت کا یہ فرض تھا کہ اپنے ہمسایہ ممالک کو اور چھوٹے ممالک کو یقین دہانی کرانے کے لئے یہ اعلان کرتا کہ یکطرفہ طور پر میں اپنی افواج اور اسلحہ کے اندر تخفیف کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس کا رویہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اور وہ پاکستان کو ہمیشہ مرعوب کرنا چاہتا ہے۔ اسی بنیاد پر میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کو اس پر بحث کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر خارجہ صاحب۔

Sahabzada Yaqub Khan: Sir, the motion could be opposed on technical grounds. I refer to Rule 75(b) regarding admission of adjournment motions according to which the motion should relate substantially to one definite issue. This adjournment motion relates at least to two issues, one which concerns the troop movements on our borders and the second regarding the defence budget — Indian defence budget. Therefore, under the rules the adjournment motion should deal only with one and not with two separate issues. Nevertheless, in view of the concern of the honourable member for whom I have great regard I would like to make a statement.

Sir, the Government of Pakistan is not aware of any extraordinary troop movements along our border. We have not received any information that India has increased the number of its forces deployed in Kashmir and Rajhistan along Pakistan border. I would still like to assure the House that the Government and the armed forces of Pakistan remain alert to any such contingency. Our defence preparedness and alertness to meet all contingencies are not contingent upon any movement of troops or dependent on any movement of troops. We are ready to meet any threat to our independence and territorial integrity.

As regards the expansion of the Indian naval forces that is a different issue. Technically speaking, as I said, the adjournment motion should not relate to this subject. Nevertheless, I share the concern of the honourable Senator regarding the report of India's plans to expand its naval forces. India's defence expenditure has indeed been very high in the past. India is rapidly increasing its naval strength along with the modernization of its army and air force. The expansion of Indian military power totally disproportionate to its legitimate defence needs cannot but cause concern and apprehension. While each country has the right to determine its own defence needs, Pakistan cannot remain unmindful of the implications of such a large scale defence build up in its neighbourhood, the more so as the Indian press frequently raises storms over our arms acquisition for our legitimate defence needs such as the furore created over F-16s and other armaments. We are keeping a vigilant eye on developments that affect the security of the country. Within the limit of its resources, the Government has taken all practical steps to maintain and

strengthen Pakistan's capability in this regard. In our considered view the cause of peace and stability in the region is not advanced by arms race between India and Pakistan but by pursuing the process of normalization of relations between our two countries. In order to prevent arms race we have in the past proposed talks for determining the ratio and level of forces by mutual agreement between the two countries. We have not yet had a positive response on this subject. It was also discussed in December between the two Prime Ministers and we intend to take it up again at the next meeting of Defence Secretaries. As the House is well aware the advent of a democratically elected system in Pakistan has generated an unprecedented degree of good will in India. This has also been reflected by the media and shared by the Government of India.

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of order. When this advent of democratic government took place? Now or 3½ years ago?

Mr. Chairman: Please address yourself to the Chair Mr. Shaikh................

(Interruption)

Sahabzada Yaqub Khan: This has also been reflected by media and shared by the Government of India. Our democratically elected government attaches the highest importance to the establishment of good neighbourly and cooperative relations with India and we believe that this is essential for peace and stability in the region.

During the visit of the Indian Prime Minister for the SAARC Summit, our Prime Minister held wide ranging discussions on bilateral issues. In her talks the Prime Minister stressed the need to lift the bilateral realtions out of the mire of mistrust and suspicion as it is in the interest of the people in both countries to strive for peace and cooperation. Among many suggestions to improve bilateral relations with India was the offer of a dialogue on confidence building measures including reduction in defence expenditure. We feel that both our countries should devote our resources to economic development.

I have not dwelt on bilateral relations with India in my present statement, as I have already dwelt on this question in my statement in the Senate on Jnauary 14th, 1989.

[Sahabzada Yaqub Khan]

In the light of these considerations and the technicl point that I raised, the honourable Senator is requested not to press the motion.

جناب چیئرمین: قاضی صاحب ان کے اس تفصیلی بیان اور وضاحت کے بعد کیا آپ اس کو پریس کریں گے۔

قاضی عبداللطیف: جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ مجھے اپنے قابلِ احترام وزیر خارجہ سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ تکنیکی سہارا لے کر اسے مسترد کر دیں گے۔ جبکہ آپ دیکھ رہے ہیں جو ۱۳ ارب اخراجات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اسی کی تائید کے لئے دیا گیا ہے کہ وہ واقعہ یہ ہے کہ وہ جو دوڑ دھوپ کر رہے ہیں اور اسی ارادے سے یہ کر رہے ہیں کہ یہاں پر انہوں نے اخراجات کے اندر اتنا اضافہ کیا ہوا ہے۔ ہم کبھی یہ نہیں چاہتے کہ ہم اس دوڑ میں آگے بڑھیں پاکستان نے کبھی یہ کوشش نہیں کی نہ پاکستانی قوم نے یہ کی ہے۔ میں اتنی گزارش کروں گا کہ کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ ہم اپنا دفاع اور تحفظ خود ہی کر سکیں۔ اس وقت ہم اس معیار تک بھی نہیں پہنچے جو ہمارا محل وقوع ہے اور جو ہمارے ارد گرد کے ممالک ہیں اور ہمارے متعلق جو ان کے عزائم ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس پوزیشن تک نہیں پہنچے کہ اپنا دفاع خود کر سکیں۔ ہم نے یہ کب کہا ہے۔ ہمارے وزیر خارجہ نے خود اس تقریر کے اندر فرمایا ہے کہ ہاں ہمیں تشویش ضرور ہے اور اس کے لئے ہم تیاری کر رہے ہیں۔ تشویش بھی ہے اور تیاری بھی کر رہے ہیں۔ تو پھر ایوان کو اس پر بحث کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: یعنی آپ پریس کرتے ہیں اس کو؟

قاضی عبداللطیف: جی ہاں پریس کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Sahabzada Yaqub Khan.

Sahabzada Yaqub Khan: Mr. Chairman, I have not merely insisted on the technical aspects but I have tried to explain that the

size of the armed forces of any country is a point on which that country itself can take a decision. A sovereign State has the right to have any size of force that it deems necessary for its defence. Over that Pakistan has no control. What we can do is, within our given resources, to do our best to make sure that the defence expenditure ensures the security of Pakistan, that every penny goes to the farthest possible distance in ensuring that security.

If it is the point of the honourable member that we are not spending sufficiently on defence or that our defence should be stronger than it is at present and that he is not satisfied that every effort is being made to strengthen our security, that would be one point. But if it is to be considered against the strength of another country and for us to match the strength of the armed forces, for example, of our neighbour, I do not think that would be a reasonable proposition.

In any case I do not think it is the adjournment motion which would be an adequate or correct instrument for a debate of this kind which would open up the whole question of our relations with India. It has already been discussed once before and quite recently. I do not believe that any advantage would accrue from a discussion of this nature, namely, in other words an unlimited increase of our forces whether we can afford it or not. Thank you.

جناب چیئرمین: قاضی صاحب انہوں نے دو چیزیں کہی ہیں۔ ایک تو یہ کہا ہے کہ ان کے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ فوج کی movement نہیں ہے جس کا ذکر اخبار میں کیا گیا ہے۔ دوسری طرف انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کوئی unreasonable increase جس کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ فوجوں کی تعداد بڑھا رہے ہیں تو ان کے علم میں ایسی بات بھی کوئی نہیں ہے۔ لہذا انہوں نے اس کی صحت سے بھی انکار کیا ہے اور باقی وضاحت بھی کر دی ہے تو ان حالات میں کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کو آپ press کریں۔ چونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ساری انہوں نے وضاحت کر دی ہے اور وہ حکومت کی جانب سے آپ کو یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ ہم اپنے دفاع پہ پوری توجہ

[Mr. Chairman]

دے رہے ہیں اور سارے حالات سے باخبر ہیں اور ہر ممکنہ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ فوج اور ڈیفنس کو مضبوط کیا جائے۔ تو ساری یقین دہانی کے بعد کیا آپ پریس کریں گے۔

قاضی عبداللطیف: میں گزارش کروں گا کہ ان کے اس بیان کے بعد تشویش اور بڑھ گئی ہے۔ اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں ہے۔ اور اخبارات میں یہ چیزیں آ رہی ہیں تو چاہیئے کہ اس پر ضرور بحث کی جائے۔

صاحبزادہ یعقوب خاں: میں نے یہ کہا کہ جہاں تک آپ نے یہ فرمایا کہ جموں و کشمیر میں فوجیں بڑھ گئی ہیں اور ری انفورسمنٹ ہو گئی ہے یہ خبر غلط ہے۔ جہاں تک دفاعی اخراجات کا تعلق ہے یہ تو اظہر من الشمس ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ کجا ہندوستان کی فورسز کجا ہماری۔ جہاں تک اپنی استطاعت ہے اس میں ہم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہمیں اس بات کا یقین ہونا چاہیئے کہ اپنی فوجی قوت اور سیکورٹی پہ حکومت کی توجہ ہمیشہ رہی ہے اور رہے گی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ اب ان کی وضاحت کافی تفصیل سے آ چکی ہے۔

قاضی عبداللطیف: ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ So, this is not pressed. اس کے بعد جناب قاضی حسین احمد صاحب۔ نمبر ۴۔

(iii) RE: CULTURAL COOPERATION AGREEMENT WITH INDIA DURING SAARC CONFERENCE

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین شکریہ! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایک انتہائی اہم قومی مسئلے پہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اجلاس کی کارروائی ملتوی کر کے بحث کی جائے۔ قومی روزنامہ 'فرنٹیئر پوسٹ' میں ۱۳ جنوری کو خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت نے تعلیمی اداروں کی نصابی کتب میں بھارت کے ساتھ حالیہ معاہدوں کے تحت

تبدیلیوں کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حکومت کا یہ فیصلہ بہت اہم ہے۔ قوم، پاک بھارت معاہدہ سے آگاہ نہیں ہے۔ نصابی کتب خصوصاً تاریخ اور جغرافیہ میں تبدیلیوں کا فیصلہ دوررس اثرات کا حامل ہے۔ اس لئے ایوان میں اس مسئلے پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب اس پر کچھ وقت شاید لگے گا۔ آدھ گھنٹہ پورا ہو چکا ہے میرا خیال ہے کہ آپ نے اسے move کر دیا ہے اس کو کل لے لیں گے۔ ٹھیک ہے۔

قاضی حسین احمد: یہ تو پوچھ لیں کہ اپوز کر رہے ہیں یا نہیں۔

جناب چیئرمین: اپوز کر رہے ہیں جی؟

سید امیر حیدر کاظمی: میں مخالفت کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ اپوز کر رہے ہیں جی۔ میرا خیال ہے اس کو کل لے لیں گے۔ کیونکہ آج وقت ختم ہو چکا ہے۔ We will take it tomorrow.

That brings us to the end of the adjournment motions. Item No. 2 of the agenda. Papers to be laid before the Senate. The Minister for Law and Justice.

THE REGISTRATION OF PRINTING PRESS AND PUBLICATIONS ORDINANCE, 1989 – laid

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Mr. Chairman Sir, I beg to lay before the Senate the Registration of Printing Press and Publications Ordinance, 1989 (I of 1989) as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Chairman: The Ordinance stands laid under Article 89 clause (2) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. Now the next item on the agenda relates to legislative business. If it

[Mr. Chairman]
is going to take sometime then of course we will request the honourable Minister not to move these matters and we can go directly to the political situation in the country but if it is non-controversial and it is not being opposed then perhaps you can dispose of this business. Mr. Muhammad Ali Khan.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, I feel that these are non-controversial and as such we will not like to put any impediment in the way of the government because they feel that the Senate is enemy territory for the PPP Government. So, we would like to show them that out of courtesy and goodwill to our colleagues here we would not put impediments in it.

Mr. Chairman: I am sure your gesture will be highly appreciated by the Government. Qazi Hussain Ahmed Sahib.

قاضی حسین احمد: جناب ایک ترمیم کے ساتھ ۔ جناب وزیر قانون سے یہ گزارش ہے کہ وہ ان کے مقاصد ذرا ایوان کے سامنے پیش کریں . . . .

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اس طرح کریں جناب لاء منسٹر صاحب کہ پہلے آپ

ISLAMABAD REAL ESTATE AGENTS AND MOTOR VEHICLES DEALERS (REGULATION OF BUSINESS) ORDINANCE

اس کے بارے میں بتا دیں ۔ اس کے بعد دوسرے جو ہیں اس کے بارے میں بتا دیں ۔

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Mr. Chairman, I am grateful to the sentiments of the Leader of the Opposition, we appreciate and we will always *Insha Allah* reciprocate.

Mr. Chairman, Sir, the Islamabad Real Estate Agents and Motor Vehicles Dealers Ordinance, there is only a proviso to be added "provided that no orders and such appeal shall be passed unless the appellant has been given an opportunity of being heard". Before this Sir, there was no proviso of being heard by the person who filed an appeal. So, only this proviso is being added so that now

an appellant who files an appeal gets an opportunity of personal hearing.

Mr. Chairman: This is as a result of the Shariat Court judgement?

Syed Iftikhar Hussain Gilani: That is the other Bill Mr. Chairman.

Mr. Chairman: So, this is also I think in pursuance of the orders of the Fedeal Shariat Court.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Yes, you are right Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Right.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: May I go to the next one.

Mr. Chairman: Please.

THE CIVIL SERVANTS ACT (AMENDMENT) BILL, 1988

Syed Iftikhar Hussain Gilani: The Civil Servants Act Mr. Chairman, there were two provisions. (1), Secretaries and Joint Secretaries could be retired any time and (2) having completed 25 years of service they could be retired. Now, the consolidated section 13 is proposed in which it will say: 'a civil servant shall retire from service on the completion of the 60th year of his age'. This also has been upheld by the Appellant Bench of Federal Shariat Court, therefore, they in fact ordered that this is against the injunctions of Islam and accordingly this amendment is proposed to be brought.

Mr. Chairman: So, this is also according to the Shariat Court?

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Yes, Sir.

Mr. Chairman: Third Ordinance is the Delimination of Constituencies.

THE DELIMINATION OF CONSTITUENCIES (AMENDMENT) BILL, 1988

Syed Iftikhar Hussain Gilani: That is to bring it in consonance with the Constitution. Mr. Chairman Sir, there is only a word to be added, instead of the 'last census of 1972' now we proposed that 'last preceding census' shall be substituted because some difficulty was faced in last time abut the Federally Administered Tribal

[Syed Iftikhar Hussain Gilani]
Areas seats. So, it is only to that extent that the allocation of seats is to be done according to the last preceding census and not a particular year given, earlier the year given was 1972.

Mr. Chairman: So, there being no opposition, could you kindly move the motion please? Item No. 3.

THE ISLAMABAD REAL ESTATE AGENTS AND MOTOR VEHICLES DEALERS [REGULATION OF BUSINESS] (AMENDMENT) BILL, 1988

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Mr. Chairman Sir, I beg to move:

"that the Bill to amend the Islamabad Real Estate Agents and Motor Vehicles Dealers (Regulation of Business) Ordinance, 1984. [The Islamabad Real Estate Agents and Motor Vehicles Dealers (Regulation of Business) (Amendment) Bill, 1988], as passed by the National Assembly, be taken into consideration".

Mr. Chairman: It has been moved:

"that the Bill the amend the Islamabad Real Estate Agents and motor Vehicles Dealers (Regulation of Business) Ordinance, 1984 [The Islamabad Real Estate Agents and Motor Vehicles Dealers, (Regulation of Business) (Amendment) Bill, 1988], as passed by the National Assembly, be taken into consideration".

Since there is no opposition I will put this clause again. It has been moved.

"that the Bill to amend the Islamabad Real Estate Agents and Motor Vehicles Dealers (Regulation of Business) Ordinance, 1984 [The Islamabad Real Estate Agenets and Motor Vehicles Dealers (Regulation of Business) (Amendment) Bill, 1988], as passed by the National Assembly, be taken into consideration".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Again there being no amendments I will take up the Bill clause by clause. The question is:

That clause 2 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 2 forms part of the Bill. The question is:

That clause 3 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 3 forms part of the Bill. Now, I will take clause 1, short title and the preamble.

The question is:

That clause 1, short title and preamble do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 1, short title and preamble forms part of the Bill. Now, we come to the next motion. Kindly read item No. 4 please.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Mr. Chairman Sir, I beg to move:

"that the Bill to amend the Islamabad Real Estate Agents and Motor Vehicles Dealers (Regulation of Business) Ordinance, 1984 [The Islamabad Real Estate Agents and Motor Vehicles Dealers (Regulation of Business) (Amendment) Bill, 1988], be passed."

Mr. Chairman: Again no opposition. So, I will put the question.

The question is:

> "that the Bill to amend the Islamabad Real Estate Agents and Motor Vehicles Dealers (Regulation of Business) Ordinance, 1984 [The Islamabad Real Estate Agents and Motor Vehicles Dealers (Regulation of Buisiness) (Amendment) Bill, 1988], be passed."

(The motion was adopted)

This Bill is passed.

جناب چیئرمین : مبارک ہو جناب لاء منسٹر صاحب ۔

Let us move to the next one. Item No. 5, please move the motion.

THE CIVIL SERVANTS (AMENDEMNT) BILL, 1988

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Mr. Chairman Sir, I beg to move:

> "that the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 1988], as passed by the National Assembly be taken into consideration."

(Interruption)

Mr. Chairman: Well if it is contrary to what the Law Minister has explained then you can move for repeal of this Bill that we have passed.

Mr. Hasan A. Shaikh: No, no Sir.

(Interruption)

Mr. Chairman: It should have been circulated earlier, I agree with you.

Mr. Hasan A. Shaikh: I got it just now.

Mr. Chairman: Now, you are right.

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین صاحب ! یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے قانون سازی کا ، ابھی آپ نے وہ بل پاس کر دیا اس کے بعد جلدی جلدی وہ بل

ہمارے سامنے دکھ رہے ہیں ہمیں نہ اس کے مضمون کا پتہ ہے اور نہ ہم اس میں ترمیم داخل کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ گھروں پر بھی بھیجے گئے تھے اور پہلے نوٹس کے ساتھ بھی تھے۔

جناب حسن اے شیخ: اگر گھروں پر بھیجے گئے تھے اور نوٹس کے ساتھ بھی تھے تو ابھی سرکولیٹ کیوں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: دوبارہ کیا کرتے ہیں۔

This is part of the normal procedure.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I just keep quite because ther leader of my party has agreed, therefore, I keep quite. I did not wanto to agree but as I said he is my leader and I must bow before him.

Mr. Shad Muhammad Khan: Point of order. This has been circulated Sir. I have got the copies of it in the Hostel.

جناب چیئرمین: بہرحال شائد کسی کو کاپی نہ ملی ہو۔ یہ ہو سکتا ہے، یہ جو سول سرونٹس ایکٹ والا ہے یہ تو میرے خیال میں آپ سب کو مل گیا ہوگا آپ اس کو دیکھ لیں میں تھوڑی دیر کے لئے انتظار کر لیتا ہوں اس میں وزیر عدل صاحب کے مطابق شریعت کورٹ نے جو فیصلہ کیا تھا اس میں دو چیزیں تھیں ایک چیز یہ تھی کہ ایڈیشنل سیکرٹری اور اس سے بڑے جو افسران ہیں ان کے درمیان اور چھوٹے افسروں کے درمیان جو discriminatory element تھا Civil Servants Act میں وہ ختم کر دیا گیا ہے دوسرا یہ تھا کہ Civil Servants Act میں یہ لکھا گیا تھا کہ ۲۵ سال کی ملازمت کے بعد کسی بھی سرکاری افسر کو بغیر show cause notice retire کیا جا سکتا ہے۔ تو شریعت کورٹ نے یہ کہا تھا کہ show cause notice ضروری

ہے اب انہوں نے جو بل آپ کے سامنے پیش کیا ہے کہ ہر افسر ۶۰ سال کی عمر میں ریٹائر ہوگا یعنی اس سے پہلے کا تصور ختم کر دیا گیا ہے اور ایک عمر مقرر کر دی گئی ہے ۔ ۶۰ سال کی، اس میں ہر کوئی ریٹائر ہو جائے گا اس سے پہلے کوئی تصور نہیں ہے کسی کو شو کاز نوٹس دینے کا، جب سب ساٹھ سال کے ہو جائیں گے normally retirement ہو گی لہذا اب وہ ختم کر دیا گیا ہے ۔ This is the purpose of this Act

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I have no serious objection but I must say this that the practice was when an Act was being amended, the copy of that Act or even relevant portion of that Act was also circulated. I don't find that. The civil servants have now been extolled by the new Government as being important segment of the society. Therefore, they are going to oblige them. Let them do so.

Mr. Chairman: Again I find there is no opposition. So, therefore, I will put this motion. Jinab Qazi Sahib.

قاضی عبداللطیف : جناب وہ توسیع کی جو ہمیشہ سے رسم رہی ہے کیا وہ بری رسم بھی ختم کر دی جائے گی قطعی طور پر یا پھر بھی یہ ہو گا کہ ضرورت کی بنیاد پر ہم کسی کو توسیع دے سکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی صاحب اس کا بل سے تعلق نہیں ہے، توسیع کا جو مسئلہ ہوتا ہے وہ انتظامی چیز ہے on contract توسیع کر سکتے ہیں اس کے لئے آپ کوئی علیحدہ سوال کریں یا کسی اور طریقے سے اس کو زیر بحث لائیں قانون میں انہوں نے یہ رکھا ہے کہ ۶۰ سال کی عمر میں ریٹائر کر دیا جائے لیکن کنٹریکٹ کے ذریعے کسی شخص کو دوبارہ ملازم رکھا جا سکتا ہے ۔

سید افتخار حسین گیلانی : قاضی صاحب ایک معزز رکن ہیں انہوں نے بڑی صحیح بات کہی ہے گورنمنٹ نے بطور پالیسی یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ۶۰ سال کے بعد گورنمنٹ ملازمین کو توسیع نہیں دی جائے گی ۔

جناب حسن اے شیخ: یہ بھی بتائیں کہ کوئی ایڈوائزر بنائے جا سکتے ہیں یا نہیں۔

ایک معزز رکن۔ بنائے جا سکتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ میں نے پہلے دن آپ کو مبارکباد دیتے ہوئے عرض کیا تھا کہ یہاں اردو کے ساتھ بھی انصاف کیا جائے گا اس وقت جو ہمارے پاس مسودات بھیجے گئے ہیں وہ سارے کے سارے انگریزی میں ہیں، میں احتجاجاً اس کو پھاڑ کر پھینکتا ہوں اور آپ آئندہ کے لئے خصوصی آرڈر دیں کہ وہ ہمارے پاس اردو والے مسودات بھیجیں۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب، یہ اسی کاغذ کے پیچھے دیکھیں اردو میں لکھا ہوا ہے۔

(مداخلت)

قاضی صاحب آپ نے دیکھا ہو گا کہ میں نے بھی کافی اردو بولنی شروع کر دی ہے۔ میں یہ تحریک پڑھتا ہوں۔

This is No. 5, It has been moved:

> "That the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 1988], as passed by the National Assembly be taken into consideration."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Now, we will take the Bill clause by clause. The question before the House is:—

> "That Clause 2 do form part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 2 forms part of the Bill. Now clause 3. The question before the House is:

> "That Clause 3 do form part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Cluase 3 forms part of the Bill. Now, we take clause 1, short title and the preamble. The question before the House is:

"That Clause 1, Short Title and Preamble do form part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 1, Short Title, and Preamble stand part of the Bill. Next item No. 6, Law Minister.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Mr. Chairman, Sir, I beg to move:—

"That the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 1988], be passed."

Mr. Chairman: The question before the House is:—

"That the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 1988], be passed."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The Bill is passed. We go to the next item No. 7.

THE DELIMITATION OF CONSTITUENCIES (AMENDMENT) BILL, 1988

Syed Iftikhar Hussain Gilani: I beg to move:—

"That the Bill further to amend the Delimitation of Constituencies Act, 1974 [The Delimitation of Constituencies (Amendment) Bill, 1988], as passed by the National Assembly be taken into consideration."

Mr. Chairman: The motion moved is:

"That the Bill further to amend the Delimitation of Constituencies Act, 1974 [The Delimitation of Constituencies (Amendment) Bill, 1988], as passed by the National Assembly be taken into consideration."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Now, we will take the Bill clause by clause. The question before the House is:

"That Clause 2 do form part of the Bill"

Mr. Hasan A. Shaikh: We do not know about it.

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب آپ اِس کی مزید وضاحت کر دیں۔

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Earlier the allocation of seats was to be made in accordance with the 1972 census. So, we brought about this Amendment Bill that it should be the last preceding census because that difficulty was faced by the previous regime that particularly in case of tribal areas special Ordinance had to be passed. Therefore, this amendment was necessitated and this amendment was brought about and it had been passed by the National Assembly.

Mr. Hasan A. Shaikh: But the Law Minister could explain what was the figure in the last census and 1972 census and what is the difference? Let us understand it. Are we all mute spectators here? We want to understand when we are not unnecessarily opposing it. If the last regime did it we are committed to it but let him explain it.

Mr. Chairman: Which was the last census?

Syed Iftikhar Hussain Gillani: 1985.

Mr. Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh, under Article 51(3) of the Constitution, the provision is:

> "The seats in the National Assembly shall be allocated to each Province, the Federally Administered Tribal Areas and the Federal Capital on the basis of population in accordance with the last preceding census officially published."

Now, the last preceding census officially published in 1981. Earlier on in 1985, the elections were held on the basis of 1972 census. Although according to the Article 51 it should have been 1981 census. According to the Law Minister now that the Constitution stood restored therefore, the need was felt to amend the law to bring it in accordance with Article 51(3). A difficulty was felt in the case of Tirbal Areas because when you applied this law to the Tribal

[Mr. Chairman]
Areas they lost three seats. There you would have recalled that Lt. Gen. (Retd) Jamal Said Mian had raised this qustion by way of a motion and then the President relying on the provision by which when applying a law to the Tribal Areas you can amend the law in respect of Tribal Areas, the President then reverted to the 1972 census so that the Tribal Areas seats would not be lost. So, this is the history of this legislation.

Mr. M. Zahoorul Haq on point of order.

Mr. M. Zahoorul Haq: Sir, still you are in the habit of being a Law Minister in the past. This should have been replied by the honourable Law Minister.

Mr. Chairman: No. No. I have the advantage because at that time I was the Law Minister and I thought that I would also let you know what was the background to this legislation?

Qazi Abdul Latif on point of order.

قاضی عبداللطیف: گزارش یہ ہے کہ جہاں تک نشستوں کی واپسی کا تعلق ہے کہ قبائلی علاقوں کو اپنی مردم شماری کے لحاظ سے واپس دی جائیں اور اس کو تسلیم کر لیا گیا تھا اور ہم نے بھی اس کی تائید کی تھی لیکن صوبہ سرحد کے اندر جو ایک سیٹ بڑھائی گئی تھی وہ ڈیرہ اسماعیل خان کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے جبکہ مردم شماری کے لحاظ سے اس کی دو سیٹیں بنتی تھیں اور وہ سیٹ کوہستان کو دے دی گئی تھی۔ میں وزیر قانون سے یہ التجا کروں گا وہ اس طرف بھی خصوصی توجہ فرما کر ہماری حق تلفی کا ازالہ کریں۔

جناب چیئرمین: بہرحال آئندہ جب یہ مسئلہ آئے تو ان ساری چیزوں پہ غور کر لیں ان کی تجاویز بھی سامنے رکھیں۔ اس وقت تو وہ آرڈیننس ہے جو جاری ہو چکا ہے اور یہ آپ کے سامنے توثیق کے لئے پیش ہوا ہے اب اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس کو کلاز بائی کلاز لے لوں۔

معزز اراکین: جی لے لیں۔

Mr. Chairman: O.K. The question is:

"That clause 2 do form of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 2 forms part of the Bill. Next clause 3. The qustion is:

"That clause 3 do form part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 3 forms part of the Bill. Next clause 4. The question is:

"That clause 4 do form part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 4 forms part of the Bill. Next clause 5. The qustion is:

"That clause 5 do form part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 5 forms part of the Bill. Next clause 6. The question is:

"That clause 6 do form part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 6 forms part of the Bill. Next clause 7. The question is:

"That clause 7 do form part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 7 forms part of the Bill. Next clause 8. The question is:

"That clause 8 do form part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 8 form part of the Bill. Next clause 9. The question is:

"That clause 9 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 9 forms part of the Bill. Now, we take clause I short title and the preamble. The question is:

"That clause 1 Short Title and Preamble do form part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 1 and Short Title and Preamble stand part of the Bill.

Now, Law Minister kindly read the next motion.

Syed Iftikhar Hussain Gillani: Mr. Chairman, I beg to move:

"That the Bill further to amend the Delimitation of Constituencies Act, 1974 [The Delimitation of Constituencies (Amendment) Bill, 1988], be passed."

Mr. Chairman: The motion moved is:

"That the Bill further to amend the Delimitation of Constituencies Act, 1974 [The Delimitation of Constituencies (Amendment) Bill, 1988], be passed."

قاضی حسین احمد: ایک وضاحت کر دیں یہ جو کلاز ۶ ہے اس کے بارے میں وضاحت کر دیں۔

In the said Act, in section 10, sub-section (2) for the word 'thirty' the word 'fifteen' shall be substituted.

یہ کس چیز کے بارے میں ہے

جناب چیئرمین: جہاں تک مجھے یاد ہے چونکہ وقت کم تھا۔ اپیل کے لئے پہلے ۳۰ دن رکھے گئے تھے اور اس کو کم کر کے ۱۵ دن رکھے گئے ہیں تاکہ اس کم وقت میں یہ سارا عمل مکمل ہو سکے میرا خیال یہ ہے۔ غالباً لاء منسٹر صاحب اس پر زیادہ روشنی ڈال سکیں گے۔

سید افتخار حسین گیلانی: یہ صحیح ہے۔

Mr. Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh on point of order.

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Chairman, Sir, you are performing two functions.

Mr. Chairman: No. You see we are all here to run this House.

Mr. Hasan A. Shaikh: Not to run away with the House.

Mr. Chairman: Team spirit.

So, this motion I will read it again.

The motion moved is:

> "That the Bill further to amend the Delimitation of Constituencies Act, 1974 [The Delimitation of Constituencies (Amendment) Bill, 1988], the passed".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. Now, we come to the next item which is the discussion on the political situation, I think.

Mr. Mahmood Ahmed Minto.

DISCUSSION ON—THE POLITICAL SITUATION IN THE COUNTRY

جناب محمود احمد منٹو: جناب چیئرمین! نئی حکومت کو برسر اقتدار آئے ہوئے دو مہینے کی مدت ہوئی ہے اور اس عرصے میں اگر کوئی کارکردگی کا سوال سنجیدگی سے کرتا ہو تو یہ شاید ان کے ساتھ زیادتی ہو۔ چونکہ وقت ذرا کم ہے۔ لیکن واقعات جو ہوئے ہیں اور جو تقریریں یہاں سینیٹ میں ہوئی ہیں انہوں نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں بھی اس معاملے پر کچھ عرض کروں۔ یہ بات کہ فلاں شخص کی کوشش سے پیپلز پارٹی کی کوشش سے یا ایم آر ڈی کی کوشش سے یہ جمہوریت قریب آگئی ہے قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ حالیہ تاریخ کو ملاحظہ کریں ۱۱ برس ایک آمر اس ملک پر قابض رہا اور ۱۱ برس تک اس آمر نے اس پر بلا شرکت غیرے حکومت کی۔ ایم آر ڈی یا پیپلز پارٹی ایک دن ایک دفعہ سڑک پر نہیں آئی ہے جلوس نکال کر یا جلسہ کر کے اور ایک کمرے میں بیٹھ کر ایم آر ڈی نے کچھ ریزولیوشنز پاس کئے ہیں ورنہ انہوں نے کچھ نہیں کیا اس لئے یہ تمام کریڈٹ لینا کہ عوامی حکومت نے بہت کوششیں کی ہیں اور اس کے نتیجے میں یہ جمہوری حکومت آگئی ہے۔ جمہوری حکومت دراصل ہمیں دی ہے اللہ میاں نے۔ میں آپ سے یقین سے کہتا ہوں اور بلا خوف تردید کہتا ہوں اگر اس طریقے پر جنرل ضیاء الحق مر نہ جاتے اور مزید گیارہ سال بھی وہ بیٹھے رہتے تو ان جیالوں کو ان کریڈٹ لینے والوں کو ان تقریر کرنے والوں کو ان verbosity کے شکار لوگوں کو کوئی موقع نہ ملتا کہ اونچی سانس بھی لے لیں اور انہوں نے نہیں لیا تو آج یہ تمام کریڈٹ لیتے ہیں ہمارے ایک دوست وہ یہاں نہیں ہیں۔ مجھے افسوس ہے ان کو مسلم لیگ کے ساتھ تو بغض ہے ہی لیکن بغض ہونے کے باوجود وہ اپنے آپ کو مسلم لیگی کہتے ہیں ایک آدمی کی ان کی پارٹی ہے ایک

آدمی کی پارٹی صرف وہ آپ ہی اس کے صدر ہیں آپ ہی اس کے سیکرٹری ہیں آپ ہی ممبر ہیں لیکن . . . .

(مداخلت)

Mr. Chairman: No cross talk, please.

جناب محمود احمد منٹو : اور فرد واحد کی وہ پارٹی ہے وہ یہاں جرأت کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو پارٹی کام کر رہی ہے ۔ یا تو ان کا حافظہ بہت کمزور ہے ، شاید ہو گا اور ہونا بھی چاہیئے ، جھوٹے کا حافظہ کمزور ہوتا ہے . . . . یا تو اس لئے کہ وہ بار بار اس کو کہتے تھے کہ "اسلامی جماعت"، آئی جے آئی ، کو وہ جان بوجھ کر طنز کے طور پر ، یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ "جماعت اسلامی" ہے . مگر خدا نے ان کے منہ سے لفظ جماعت اسلامی نہیں نکلوایا ۔ اور اگر اسلامی جمعیت یا یہ جو ہمارا اتحاد ہے ، اگر وہ اس کو " اسلامی " کہتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی شرم نہیں آتی ، ہم تو ہیں ہی اسلامی ، اگر مسلم لیگ کے متعلق بھی کہا جائے کہ یہ اسلامی جماعت ہے تو ہمیں تو اس پر فخر ہے کہ ہم اسلامی ہیں لیکن ہم "جماعت اسلامی" نہیں ، "جماعت اسلامی" ایک جماعت ہے ۔ اور وہ علیحدہ ہے اور وہ اکیلی نہیں ہے ، وہ باقی پارٹیوں کے ساتھ مل کر اتحاد میں شامل ہے اور ان صاحب کو ، جو اکیلے واحد ، ایک پارٹی بنائے پھرتے ہیں ، ان کو ذرا غور سے ، ہوش سے ، سمجھ سے ، بات کرنی چاہیئے ۔

میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک صاحب نے یہ کہا کہ صاحب یہ لوگ جو ہیں باچہ خان صاحب سے متعلق ۔ یعنی یہ ان کے خلاف بہت باتیں کہتے ہیں انہیں ایسے نہیں کرنا چاہیئے ، کسی کو غدار نہیں کہنا چاہیئے ، ہم تو کسی کو غدار نہیں کہتے ، ہم نے تو آج تک کسی کو غدار نہیں کہا ۔ اپنے فعل سے ، اپنے قول سے ، لوگ خود اپنے آپ کو غدار بناتے ہیں ۔ اور ظاہر کرتے

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

ہیں۔ جو شخص کہے کہ ہم نے نہ کبھی پاکستان کو تسلیم کیا ہے اور نہ اب کر رہے ہیں اور نہ کریں گے وہ پاکستان کا غدار یا مخالف نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ جو لوگ ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کی رات تک مسلم لیگ کی مخالفت کرتے رہے، پاکستان کے تخیل کی مخالفت کرتے رہے اور اسی حالت وہ یہاں آئے اور یہاں قابض ہوئے اور یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور آخر میں بھی انہوں نے پاکستان کے متعلق حلف نہیں لیا، وہ پاکستان کے غدار نہیں ہیں تو کیا ہیں۔ سورج کے آگے ہاتھ نہ کرو .... ؟ مگر سورج ہے کہاں ؟.... کہاں ہے سورج ؟ جس شخص نے پاکستان کی سرزمین میں دفن ہونا قبول نہیں کیا، ہم اس کو کیا کہیں گے ؟... ہم کہیں گے کہ پاکستان کے ساتھ اس کی کوئی بات نہیں تھی۔ کیا پاکستان کے متعلق اس کے بڑے پاکیزہ خیالات تھے، کیا پاکستان کا وہ بہت حامی تھا، کیسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہیں گے۔ یہ ظاہر ہے، اظہر من الشمس ہے، آپ کہتے رہیں لیکن ہم نہیں کہیں گے۔

Mr. Bashir Ahmed: Point of order. I think the purpose of this debate is to confine ourselves to the situation arising out of recent elections.

خواجہ محمود احمد منٹو: ہاں اب تو یاد آ گیا۔

Mr. Bashir Ahmed: I think we have discussed already that we will not go into history. If we go into history then we will have a session for discussing history and then we will unbear every thing.

Mr. Mahmood Ahmed Minto: That will be extremely fine, we will welcome it.

Mr. Chairman: Bashir Sahib there are some items which you cannot divorce from the history. So, when you are talking of political situation you have to connect it with some part of the history. When you are talking of political situation after the elections, you are bound to talk of elections and some thing that went on before the elections.

Mr. Mahmood Ahmed Minto: Mr. Chairman. . .

Mr. Bashir Ahmed: Then, Sir, Mr. Chairman. . .

(Interruptions)

Mr. Chairman: Basir Sahib I have ruled out your point of order.

Akhunzada Behrawar Saeed: Point of order, Sir.

جناب چیئرمین: اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب،

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جنابِ والا! جناب بشیر صاحب نے پیش کش کی ہے کہ تاریخ کو ڈسکس کیا جائے۔

I, on behalf of my friends, accept it. Let him fix the date, the time and we will discuss the whole history.

Mr. Chairman: We will take up these matters later on. Minto Sahib please proceed on.

جناب محمود احمد منٹو: جناب چیئرمین! یہ جو ابھی ہمارے دوست like Jack in the box Pop-up ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ یہ باتیں آپ کو اس وقت نہیں کرنی چاہئیں۔ ۔ ۔ ۔

(Interruptions)

Mr. Bashir Ahmed: I take exception to this expression Mr. Chairman. This way of expression is not proper.

(Interruptions)

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ ۔ ۔ ۔

(مداخلت)

جناب محمود احمد منٹو: میں نے کیا کہا ہے.... کہ وہ ہر مرتبہ میری تقریر میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ۔ ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نے تقریر کر لی ہے، اب ان کی باری ہے، اُن کو کرنے دیں، آپ کو کسی نے نہیں روکا۔ اس لئے آپ بھی ان کو نہ روکیں۔

جناب محمود احمد منٹو: میں یہی بتانا چاہتا تھا کہ آج یہ بڑی پیشمانی کا اظہار کر رہے کہ صاحب، ایسے معاملوں کو اس ڈیبیٹ میں نہیں لانا چاہیئے ہیں یہ باتیں جو کہہ رہا ہوں، میں تو ان کی باتیں دہرا رہا ہوں، انہوں نے یہ کس سلسلے میں کہہ دیا تھا کہ سورج کے آگے ہاتھ رکھ دیا جائے، باچہ خان کو یہ نہ کہو، باچہ خان کو "فلاں" نہ کہو، یہ کس سلسلے میں کہا تھا۔ کیا یہ ہم نے کہا تھا انہوں نے کہا تو پھر اس کا جواب ہم کو دینا پڑا۔ اگر وہ یہ باتیں نہ کرتے، تو ہم یہ جواب نہ دیتے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

ہم نے نہیں کہا۔ آپ نے کہا ہے، آپ اس بحث میں یہ پہلو لائے ہیں، آپ نے اپنی عقیدت کا اظہار ایک ایسے شخص کے ساتھ، جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ پاکستان کا دشمن ہے کیا۔ اس لئے آپ جواب ذرا مہربانی کر کے صبر سے سُنیں، اتنے بے تاب نہ ہو جائیں ہم نے تو نہایت آرام سے، حوصلہ سے، آپ کی باتیں سُنی ہیں۔ آپ بھی ذرا مہربانی فرما کر زیادہ بے حوصلہ نہ ہوں۔

جنابِ والا! یہ باتیں تو خیر ہوئی ہیں اب میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں، سب سے بڑی تکلیف جو ہے وہ پیپلز پارٹی کی کارکردگی ہے، صاحبزادہ صاحب، یہاں سے تشریف لے گئے ہوئے ہیں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کی فارن پالیسی جس کے متعلق اب مظاہرہ ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہوا ہے کہ بار بار ہمیں یہ بتایا جاتا ہے، تکرار سے، کہ ہم نے ہندوستان کے ساتھ جو اپنے relations ہیں، وہ بہت اچھے کر لئے ہیں۔۔۔ مبارک ہو۔۔۔ آپ کسی سے بھی اپنے اچھے کر لیں۔۔۔۔ روس سے

بھی کر لیں ہندوستان سے بھی کر لیں ... اسرائیل سے بھی اگر آپ کر سکتے ہیں
تو کر لیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ... کریں ... لیکن

that relationship should not be at the sacrifice of your dignity

اپنے ملک کی حفاظت، اپنے ملک کے حقوق سے بالاتر نہیں ہونے چاہئیں...
کیا ہوا ہے؟ ہوا یہ ہے کہ یہ کہا گیا یہاں سے کشمیر ہاؤس کا بورڈ ہٹا دیا گیا
راجیو گاندھی کو خوش کرنے کے لئے، کیونکہ اس نے ادھر سے گزرنا تھا۔
ہمارے لاء منسٹر صاحب، جن کی قابلیت، میں سمجھتا ہوں کہ شاید بحث کرنے
میں تو مسلمہ ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو ایک ساتھی بھی اچھے مل گئے ہیں
جو نہایت عمدہ قسم کے ایڈووکیٹ تو ہیں، تو اب یہ انہوں نے مل کر لفظوں میں
ہم کو ٹالنا شروع کیا۔

I assure them that all the verbosity at their command will not convince us against facts.

یہ ہے کہ پہلے لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ صاحب، ہمارا تو اس بورڈ کے
ہٹانے میں کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اس میں حکومت کا تو کوئی لینا دینا نہیں ہے
بعد میں کہا گیا کہ .... اچھا کیا ہے.. ہم تو لاء کو uphold کرتے
ہیں ایک لاء ہے سی ڈی اے والوں کا، سی ڈی اے والوں کو یہ بورڈ دو
سال سے تو نظر نہیں آیا جس دن راجیو گاندھی نے گزرنا تھا، وہ لاء نظر
آ گیا۔ اور اس law کو protect کرنے والے ہمارے
لاء منسٹر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم لاء منسٹر صاحب کی بہت عزت کرتے ہیں
اور ہمیں امید بھی تھی ایک نوجوان ہونے کی حیثیت سے، پڑھے لکھے انسان
ہونے کی حیثیت سے، سلجھے ہوئے انسان ہونے کی حیثیت سے، وہ غلط باتوں کو
پارٹی کی غلط باتوں کو سپورٹ نہیں کریں گے۔ میں اپنے متعلق کہتا ہوں کہ اگر میری
پارٹی آئی جے آئی یا مسلم لیگ کوئی غلط بات کہہ دے تو

I will be the last person to support it.

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

میں نہیں کروں گا۔ مجھے پارٹی سے نکال دیں۔ لیکن یہ بات کہ چونکہ ہم وزیر ہو گئے ہیں، ہم چونکہ وزیروں کی کرسی پر بیٹھ گئے ہیں، اس لئے جو غلط بات بھی پیپلز پارٹی والے کریں گے، ہم اس کو سپورٹ کریں گے اور اس کے متعلق غلط اور لودے دلائل دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پالیسی نہ صرف اس معاملے میں روا رکھی گئی ہے بلکہ آپ کشمیر کے معاملہ کے متعلق آگے چلئے، کیا کچھ کیا۔ کشمیر کے متعلق یہ ہوا ہے کہ ہمارا attitude جو ہے... افسوس ہے کہ صاحبزادہ صاحب یہاں نہیں ہیں، ان کو یاد کراتا کہ اس سارے واقعہ سے پہلے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اپنی humble گزارش ان سے کی کہ صاحب، راجیو گاندھی بھی آ رہے ہیں، سارک کانفرنس بھی ہو رہی ہے اور تمام گفتگو بھی آپ نے کرنی ہے ذرا مہربانی فرما کر کشمیر کے متعلق strong attitude اختیار کیجئے انہوں نے کہا کہ ہاں، ہم کشمیر کو کیسے بھول سکتے ہیں، اس کو ضرور لیں گے.... اور کیا لیا... ؟ کہ راجیو گاندھی جا کر ہندوستان میں کہتا ہے کہ ہاں "کشمیر کے متعلق گفتگو ہوئی" ہم نے کہا تھا کہ یہ ہمارا اٹوٹ انگ ہے... اور یہاں اللہ حافظ ہے۔ ایک لفظ کشمیر کے متعلق نہیں کہا گیا اور یہاں آ کر سینیٹ میں کہہ دینا نہیں، ہم نے کوئی بات چھوڑی نہیں ہے، کیا نہیں چھوڑی .... اگر آپ شملہ معاہدہ کے متعلق کہتے ہیں، تو اس میں یہ ہے کہ دونوں پارٹیوں کی رضامندی سے۔ جب وہ چاہیں.... یہ معاملے اٹھائے جائیں گے۔

اب میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک شخص غاصب ہے اس کے جدِ امجد، جواہر لال نہرو صاحب کہہ گئے کہ اس کا فیصلہ ان ریزولیوشنز کے مطابق اقوامِ متحدہ میں ہوگا۔ اور آج وہ ہم سے کہتا ہے کہ یہ ہمارا اٹوٹ انگ ہے اور جس کا وہ اٹوٹ انگ ہو، وہ ہم سے کشمیر کے معاملے میں بات کیوں کرے گا اور جب تک وہ نہیں کرے گا، ہم نے تو کرنی نہیں، ہم تو کر ہی نہیں سکتے۔ شملہ معاہدہ

کے بارے میں ایک ایسی غلط تشریح کر دی گئی ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔ اور بے ہودہ ہے۔ اس واسطے ہم اپنی حکومت سے توقع کرتے تھے کہ یہ صرف الفاظ سے لوگوں کو خوش نہ کرتے یہ صرف تقریریں کر کے لوگوں کو خوش نہ کرتے یہ چند دن کی بات ہوتی ہیں۔ آٹھویں دن جب لوگ دیکھیں گے کہ آپ نے کیا تو کچھ بھی نہیں لیکن قیمتیں اور بڑھا دی ہیں تو وہ آپ سے بیزار ہو جائیں گے۔

اور اب جمہوریت ہماری کوششوں سے۔۔۔۔۔ میں نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر صدر ضیاء الحق مرحوم کی بھی مخالفت کی تھی۔ اس لئے نہیں کہ ہماری ان سے مخالفت تھی، ہماری مخالفت تو پیپلز پارٹی کے والنٹیئرز کی گالیوں سے بھی نہیں ہے لیکن ہم چاہتے تھے کہ ہم جمہوریت کے لئے ہیں اور جمہوریت اس ملک میں آنی چاہیئے۔ اور جمہوریت کا کوئی بدل نہیں ہے۔ یہ بات ہم نے تسلسل کے ساتھ کہی ہے۔ اور اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے اور باچہ خان نے بڑی قید کاٹی ہے۔ ارے صاحب! میں نے بھی ساڑھے نو سال قید کاٹی ہے قلعے میں بھی رہا ہوں۔ یہ ہاتھ بھی تڑوایا ہے انگریز کو نکالا ہے، باچہ خان تو اے کلاس سے بھی superior کلاس میں آرام سے رہتے تھے۔ جبکہ ہم سی کلاس میں رہتے تھے۔ ہم نے مولانا حسرت موہانی کے ساتھ جیل کاٹی ہے۔ ہم نے ایسے ایسے لوگوں کے ساتھ جیل کاٹی ہے جو اپنی جان اصولوں پہ قربان کر دیتے تھے۔ آج وہ لوگ جو ہندوستان سے "بھارت بھوشن" خدا جانے یہ کیا ہوتا ہے۔ اس کا خطاب حاصل کر کے چار/ پانچ لاکھ روپے لے کر بڑے خوش نظر آتے ہیں اور پھر پوں پوں کرتے ہیں۔ اب بتایئے۔ ابھی میں ایک اور بات کشمیر کے متعلق کہنا چاہتا ہوں لاء منسٹر صاحب غور فرمائیں گے۔ آج یہ کہا جا رہا ہے کہ آزاد کشمیر کے لوگ جو گزشتہ چالیس پچاس برسوں سے یہاں آباد ہیں وہ پاکستان کے شہری نہیں ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

آپ غور فرمائیں کہ ۳۰ فیصد سے زائد فوجی سپاہی آپ کے آزاد کشمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا گھر ہے ان کے بال بچے ہیں اور ووٹر لسٹ میں ان کا نام بھی ہے۔ فوج میں تو آپ غیر پاکستانی کو سپاہی نہیں رکھیں گے تو یہ کیا ہے؟ آپ کے جنرل رحیم صاحب یہاں ڈیفنس سیکرٹری رہے ہیں وہاں ان کی جائداد ہے یہاں سب ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے کیونکہ وہ پاکستانی تھے۔ مگر مری جیسی جگہ میں جہاں وہ وہاں چالیس برس سے رہتے تھے انہوں نے documents پیش کئے، مگر اسسٹنٹ کمشنر صاحب وہاں گئے اور انہوں نے انہیں ووٹر لسٹ سے خارج کر دیا۔ خدا کا کچھ خوف کرو بھائی! اگر یہ رویہ آپ کا کشمیر کے متعلق ہے تو آپ کس منہ سے کہتے ہیں کہ کشمیر کا ہمیں خیال ہے کشمیر ہماری شہ رگ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے محبِ وطن پاکستانی لاء منسٹر صاحب سے استدعا کروں گا کہ اپنی پہلی فرصت میں اس بات پر غور فرمائیں۔ کہ کس منہ سے کل، اگر ریفرنڈم کر بھی لیا۔ اوّل تو صاحبزادہ صاحب کی موجودگی میں مشکل ہے۔ اگر کر لیا تو کون آپ کے حق میں ووٹ دے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ تم ہمارے "اٹوٹ انگ" ہو، تم ہمارے بھائی ہو جبکہ ہم ان کو کہتے ہیں کہ تم پاکستان کے شہری بھی نہیں ہو سکتے۔ شہری تو نہیں ہو سکتے لیکن ووٹ ہمیں دے کر پاکستان میں شامل ہو جانا۔ کوئی تُک ہے؟

میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک بڑا معاملہ ہے اور ہمیں آپ کے اس میں مخلص ہونے اور آپ کی دلچسپی کا بھی معلوم ہو جائے گا۔ خدا کی قسم ہم نے نمازیں پڑھ پڑھ کر دعائیں کیں کہ آمریت سے ہمیں نجات ملے۔ اللہ میاں نے خلاصی عطا کی۔ یہ خلاصی MRD نے یا باچہ خان نے یا اور کسی پارٹی نے نہیں دلائی یہ اللہ میاں نے ہم کو دلائی ہے۔ میں نے تعزیتی قرارداد کے دوران بھی کہا تھا کہ گو کہ ہمیں اس سانحہ سے دکھ اور افسوس ضرور ہوا ہے مگر اس

ہیں خیر کا پہلو ضرور ہوتا ہے ۔ اور خیر کا پہلو یہ نکلا کہ آمریت چلی گئی ۔ اور اس کے بعد خوش قسمتی سے ہمیں ان کا جانشین ایک ایسا غیر جانبدار شخص صدر ملا جس کے رویہ سے فوج والوں نے بھی ہم پہ بہت بڑا احسان کیا اور مہربانی کی اور محب وطن ہونے کا ثبوت دیا اور دوبارہ ڈکٹیٹر شپ نہیں آئی ۔ ڈکٹیٹر شپ نہیں جاسکتی تھی لیکن اس ناخوشگوار اور بدقسمت سانحہ کی وجہ سے گئی جس پر ہمارے دل پھٹتے ہیں ہمارے بڑے بڑے افسر اور کار آمد آدمی شہید ہوئے خود جنرل صاحب اس میں مارے گئے جس کا ہمیں افسوس ہے ۔ جو چیز یہ MRD والے نعرے باز اور یہ دوسرے اور نعرے باز اور یہ کریڈٹ لینے والے کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ہمیں بتایا جائے کہ کیا قربانیاں دی ہیں آپ نے ، کوئی انگلستان اور کوئی فرانس چلا گیا ۔ پیسے تم نے کمائے ہوئے تھے ناجائز ، پیسے تم نے حکومت سے بٹورے ہوئے تھے بھٹو صاحب ہر ایک سے پوچھتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ٹھہریئے جی ٹھہریئے کیوں یہ ایڈورٹائزنگ کے خلاف ہے ؟ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Javed Jabbar: Point of order Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Mr. Javed Jabbar on a point of order.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman I am constraint to draw your attention. You know ther is a concept of parliamentary decorum. We have observed certain standards from March 85 I have violently disagreed with the policies of the Muslim League Government but at no point have I made personal attacks or has anyone else made personal attacks of the nature that have been unleashed in the last one week or so. I request through your courtesy the members to observe decorum, otherwise it will reduce the level of debate.

جناب چیئرمین : میری درخواست ہے کہ personal attacks نہ کئے جائیں ۔

جناب محمود احمد منٹو : جناب صدر میں نے پرسنل attack کس پر کیا ہے میں نے ۔ ۔ ۔ ۔ ؟

(مداخلت)

میں جانتا ہوں مجھے بنایا جائے تمام کیس —— یہاں موجود ہیں تمام عدالتوں کے کاغذات لاء منسٹر صاحب آپ کے پاس موجود ہیں۔ میں نے پرسنل اٹیک میں کسی کا نام نہیں لیا۔ میں نے یہ کہا کہ یہ اکثر جیلوں میں گھسے رہے۔ میں نے ذاتی طور پر کسی کا نام نہیں لیا۔ میں نے یہ کہا کہ پیپلز پارٹی والے یہ کہتے ہیں کہ کمال کیا گیارہ سال ہم نے بڑی بڑی مصیبتیں اُٹھائی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایک مصیبت کا نام تو لے دو جو آپ نے اُٹھائی۔ کس شخص کو پکڑا گیا اُس کو جوتے مارے گئے ہوں اس کو ننگا کیا گیا ہو۔ اُس کو کوڑے مارے گئے ہوں جو آپ کہہ رہے تھے۔ ہاں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اتنی فحش اور گندی زبان ایک وزیر اعلیٰ کے خلاف استعمال کی جاتی ہے جو ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت کی جاتی ہے تمام پارٹی کے بڑوں اور چھوٹوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے کہ اس کو گالیاں نکالو، اور یہاں ہمارے ایک بیٹھے ہوئے دوست نے فارسی کا شعر اُس پہ پڑھا لیکن شاید اس پر لاگو نہ ہوتا ہو لیکن ان پر وہ سو فیصدی لاگو ہوتا ہے۔ خود ان پر۔ وہ طوق زریں۔ طوق زریں تو اللہ نے ان کی قسمت میں نہیں رکھا، کچھ اور ہی ہو گا۔ تو میں نے کوئی ایسی بات کسی آدمی کے خلاف پرسنلی نہیں کہی۔ اللہ جانتا ہے۔ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ میں نے خوش آمدید دل سے کیا ہے۔ پیپلز پارٹی کو جب وہ جمہوری طریقے پر الیکشن جیت کر یہاں آئے ہیں۔ اور میں اب بھی چاہتا ہوں کہ یہ جو موقع ان کو قیادت کا ملا ہے وہ اس کو پورا کرے۔ تاکہ جمہوریت کی جڑیں مضبوط ہوں۔ لیکن میری یہ ڈیوٹی ہے اور یہ میرا فرض ہے بطور ایک محب وطن کے بطور ایک معمولی قسم کے والنٹیئر کے، پاکستان کے خادم کے، ان سے یہ کہوں کہ یہ جمہوریت آپ کی نہیں چلے گی۔ جو رویے آپ نے اختیار کئے ہیں اور جو جھوٹ کا سہارا لینا شروع کیا ہے۔ اب سڑک پر میں نے دیکھا، تین دن ہوئے ہیں۔ لاری والوں نے جی ٹی ایس

والوں نے،... لاء منسٹر صاحب کہیں گے کہ ہمیں نہیں پتہ۔ یہ ہماری کارکردگی نہیں ہے، ایک جلوس نکالا۔ نواز شریف بے غیرت۔ نواز شریف، خبر نہیں، کیا کیا، میں تو وہ گالیاں نہیں بکوں گا یہ ان کو نصیب کرے اللہ۔ یہ کیوں؟ کہ جناب یہ اور لاریاں لے کر کیوں ہم کو نہیں دیتا ہم چلائیں۔ پیپلز پارٹی زندہ باد، پیپلز پارٹی زندہ باد۔ بھئی پیپلز پارٹی زندہ باد ٹھیک ہے۔ تمہاری پارٹی ہے اس کو زندہ باد چھوڑ کے عرش معلیٰ پہ پہنچادو، پہنچاؤ مگر۔ لوگوں کو گالیاں نکال کر نہ پہنچاؤ۔ لوگوں کے خلاف باتیں کر کے نہ پہنچاؤ۔ کہا۔ یہ اصول جانتا ہی نہیں۔ یہ نواز شریف بڑا بیوقوف آدمی ہے۔ یہ پروٹوکول ہی نہیں جانتا۔ بے نظیر بھٹو صاحبہ تشریف لے گئی تھیں لاہور میں۔ اور یہ ان کو receive کرنے نہیں گیا وہاں تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ

Benazir Bhutto Sahiba just now is engaged in getting votes for the peoples party in the supplementary elections.

تو کیا آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ الیکشن کی میٹنگ کو ایڈریس کرنے کے لئے جائے تو وہ ایک شخص فردِ واحد جو اپنی پارٹی کے لئے سرگرداں ہے وہ اس کے ساتھ جائے اور یہ لوگوں پہ ظاہر کرے کہ میں بھی اس کے ساتھ ہوں۔ لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ بیوقوف کل تو ہم سے اپنی پارٹی کے لئے ووٹ مانگنے آیا تھا آج پیپلز پارٹی کے لئے ووٹ مانگنے آیا ہے؟ تو یہ پروٹوکول نہیں ہے۔ پروٹوکول یہ ہے کہ جب وزیر اعظم کے طور پہ محترمہ وہاں تشریف لے جائیں تو وزیر اعلیٰ چھوڑ ہم تمام لوگ ان کا استقبال کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ وہ پاکستان کے متعلق پاکستان کی بہتری کے متعلق کوئی بات کرے۔ یہ نہ کہیں کہ ہم تو ہیں اور... اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ پھر ہمارا بھی حق ہے کہ ہم کہیں کہ تم تو کچھ نہیں ہو، ہم ہی ہم ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے بڑی کوشش کی ہے، بڑی دعائیں مانگی ہیں، یہ رہیں مگر خدا کے واسطے اپنے کارکنوں کو چھوٹے چھوٹے کارکن ہی نہیں صرف، بڑے کارکنوں کو، جو آپ کے بڑے بڑے لیڈر بنتے پھرتے ہیں اگرچہ

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

معافی تو شاید ہو جائے کیونکہ

All of these people who are now lieutenants of Mohtarma are suffering from youth; they are all suffering from youth.

سارے کے سارے بات کریں گے third degree میں۔ بات کریں گے بڑھ کے۔ ہم اس کو پنجاب کی حکومت کو الٹا دیں گے۔ ارے بھئی خدا کے واسطے کسی کو بنانے کی بات کرو۔ کسی کو الٹانے کی کیوں بات کرتے ہو۔ اگر اس کے مقابلے میں کوئی شخص بیوقوف یہ کہہ دے کہ ہم وفاقی حکومت کو الٹا دیں گے تو پھر کیا برا ہے؟ نہ آپ الٹا سکتے ہیں نہ وہ الٹا سکتے ہیں۔ دونوں غلط کہہ رہے ہو۔ دونوں پروپیگنڈے کی خاطر کہہ رہے ہو۔ اور دل ہمارا دکھا رہے ہو۔ کیوں؟ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ وفاق مضبوط ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ صوبوں اور وفاق میں ایک ہم آہنگی پیدا ہو۔ مل جل کر کام کریں۔ جمہوریت کو مضبوط کریں۔ اور آپ اس کے خلاف ہیں، آپ اس کے پرخچے اڑانا چاہتے ہو۔ خدا کے واسطے، سوچو، سمجھو اور کرو۔

جہاں تک اس حکومت کی، جناب چیئرمین! اقتصادی پالیسیوں کا تعلق ہے یا اور چیزوں کا تعلق ہے۔ میرے فاضل دوست محبوب الحق صاحب نے اور باقی لوگوں نے بھی اس کے متعلق بہت ساری باتیں کہی ہیں۔ لیکن جو باتیں عام طور پر لوگوں کو affect کرتی ہیں وہ ہمیں بھی affect کرتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کس نے پاکستان بنایا؟ کس نے بنوایا پاکستان؟ پاکستان ہر اس شخص نے بنایا ہے جس نے قائداعظم کے ساتھ مصیبتیں کاٹی ہیں۔ ان کی ہاں میں ہاں ملائی ہے۔ ان کے کام کی خاطر وہ جیلوں میں گئے ہیں۔ جو ان کی پارٹی میں اس وقت شامل تھے۔ ان لوگوں نے نہیں جنہوں نے پاکستان، قائداعظم کی شکل نہیں دیکھی، مسلم لیگ سے ان کو ہمیشہ بغض للہ رہا ہے۔ انہوں نے نہیں

جو ۱۳ اگست تک مخالفت کرتے رہے۔ ہم نے بنایا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ہم یا ہمارے بڑوں نے پاکستان بنانے میں ہمت کی اور خود قائداعظم نے فرمایا کہ میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، پاکستان اور مسلم لیگ۔ جو لوگ اس وقت مسلم لیگ میں شامل تھے وہ جانتے ہیں کہ ہم ان ہاتھوں سے اپنی بہنوں، اپنے بچوں اور اپنے بھائیوں کی لاشیں واہگہ سے اٹھا کر لائے تھے۔ کٹی ہوئی چھدی ہوئی لاشیں، بعض عورتوں کی لاشوں کی چھاتیاں کٹی ہوئی تھیں۔ ہم جانتے ہیں کہ کیا قربانی ان لوگوں نے پاکستان کے لئے دی ہے اور کن لوگوں نے دی ہے؟ کون لوگ تھے جو قربانیاں دینے والے تھے؟ اگر آج کچھ اور لوگ یہ کہیں کہ پاکستان کو بنانے کے لئے انہوں نے کچھ قربانیاں دی ہیں تو یہ جھوٹ ہے اور اس جھوٹ کو اس قدر نہ بڑھایئے، جھوٹ کے پیر نہیں ہوتے جھوٹ پکڑا جاتا ہے۔ یہ پیپلز پارٹی تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس کا نام و نشان نہیں تھا۔ ہم لوگوں نے یہ تمام کارروائی کی تھی یا کوئی اور کہہ دے کہ باچہ خان نے کی تھی۔ جو اپنے آپ کو گاندھی کہلانے میں بڑا فخر محسوس کرتے تھے سرحدی گاندھی۔ جناب بات یہ ہے کہ خدا کے واسطے، میں آپ کی معرفت ان لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنی زبان شائستہ رکھو۔ پیار محبت کی زبان رکھو۔ اپنے کارہائے نمایاں اگر آپ کچھ آئندہ مہینوں میں کر سکیں، ابھی تک تو کچھ ہوئے نہیں، اُمید تھی کہ شاید دو مہینے میں کچھ ہوں، اگر کچھ بھی ہو تو ان کا ذکر بڑھا کر کرو۔ اپنی پارٹی کا بہت چرچا کرو۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسروں کو گالیاں دو۔ دوسروں کے خلاف باتیں کرو۔ دوسروں کے لیڈروں کے خلاف باتیں کرو۔ ہم آپ سے یہ توقع کرتے ہیں۔

یہ کشمیر کا معاملہ ہے ہماری inferiority ہندوستان کے سامنے ظاہر نہ کرو۔ ابھی ابھی انہوں نے کہا کہ ہاں کشمیر میں تو فوجیں اکٹھی نہیں ہوئیں۔ کیا کشمیر میں ہندوستان کی فوجیں سرحد پر لا کر اکٹھی کریں گے جب صاحبزادہ صاحب نے سوال ہی نہیں اٹھایا۔ جب انہوں نے کہہ دیا ہمارا

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

اٹوٹ انگ ہے اور انہوں نے کوئی جواب ہی نہیں دیا تو کیا ضرورت ہے ان کو وہاں فوجیں لانے کی۔ وہ فوجیں لا رہے ہیں آپ کی سرحد پہ۔ اور آپ کہتے ہیں کہ اگر کوئی غیر ملکی اپنی قوت بڑھائے، ڈیفنس کی قوت بڑھائے تو ہم اس کے اندرونی معاملات میں دخل دیں یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ جناب بات تو یہ ہے کہ ایک ہی سانس میں آپ نے یہ بھی کہا کہ ہندوستان میں شور و غوغا مچ جاتا۔ ایف ۱۶ طیارے لئے گئے۔ مارے گئے۔ کمال کر دیا بڑے بدمعاش لوگ ہیں یہ لے رہے ہیں ایف ۱۶ طیارے۔ اگر وہ یہ شور و غوغا مچا رہے ہیں تو آپ اپنی سینیٹ میں یہ بات بھی نہیں کرنے دیتے ہیں اپنی تشویش نہیں ظاہر کرنے دیتے کہ یہ نیوکلیئر سب میرینز لے آئے ہیں۔ یہ لوگ میزائلز اکٹھے کر رہے ہیں تو کس کے خلاف وہ استعمال کریں گے۔ چائنہ کے خلاف؟ وہ کس کے خلاف استعمال کریں گے؟ کمزور لوگوں کے خلاف۔ ہمارے خلاف۔ اگر آپ تشویش بھی ہم کو ظاہر کرنے نہیں دیتے کہ کہیں ہمارے تعلقات خراب نہ ہو جائیں۔ وہ کون سے آپ کے تعلقات ہیں جو خراب ہو جائیں گے۔ کون سے تعلقات ہیں؟ تعلقات تو یہ ہونے چاہئیں۔ برابری کے تعلقات، برادرانہ تعلقات، ایک دوسرے کی ہمسائیگی کے تعلقات۔ ایک دوسرے کو برابر سمجھنے کے تعلقات، ایسے تعلقات تو نہیں کہ وہ جس راستے سے گزریں وہاں سے کشمیر کا بورڈ ہی اٹھا لیا جائے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے یہ لیڈر اس پہ خاص غور کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب منٹو صاحب، جناب محمد طارق چوہدری صاحب....

جی ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman, Sir, I was told on the second day of the debate on this motion that my name is 8th on the list. I believe more than 8 people have already spoken but somehow my name has not been called out.

Mr. Chairman: Dr. Sahib according to the list before me you are next on the list after Tariq Chaudhary.

Dr. Bisharat Elahi: Is that the 8th?

Mr. Chairman: Your number is 3 on today's list.

Dr. Bisharat Elahi: You mean the list is changed everyday.

Mr. Chairman: No, the numbers are re-allocated because we have new day, new agenda. So, according to today's listy, you are at No. 3, if you are in a hurry, may be we can request Tariq Chaudhary to speak after you.

Dr. Bisharat Elahi: No, I am not in a hurry.

Mr. Chairman: Then, you will be the next speaker.

جناب محمد طارق چوہدری: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں دو دفعہ آپ کا شکرگزار ہوں ایک دفعہ تو اس لئے کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پہ بات کرنے کا موقع دیا اور دوسری مرتبہ اس لئے کہ آپ نے ہمارے بزرگ دوست کے بعد مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا، یہ...

جناب چیئرمین: یہ بات دانستہ نہیں تھی، آپ کا نمبر ہی اس طرح آ نا تھا۔

جناب محمد طارق چوہدری: شکریہ جناب، نومبر ۱۹۸۸ء کے بعد کی سیاسی صورت حال پہ بحث کا موضوع ہمارے سامنے ہے ۶۸ دنوں کا یہ مختصر دورانیہ اپنے اندر اتنے واقعات رکھتا ہے۔ یہ اتنے اہم واقعات سے پُر ہے اور اس کا اتنا گہرا اور بھاری پس منظر ہے کہ اگر اس پس منظر پہ اس دوران ہونے والے واقعات پر تفصیل سے اظہارِ خیال کیا جائے تو پھر

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

لیکن میں اپنی تقریر کو شب وصل تک ہی محدود رکھوں گا کیوں کہ میں نے لمبی

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

تقریروں کے بارے میں اپنے اور اخبار نویسوں کی طرف سے کوئی مناسب ردِ عمل نہیں دیکھا اس لئے میں تفصیل سے بات کرنے کی بجائے سمیٹنے کی کوشش کروں گا۔ انتخابات ۱۷ اگست کے المناک حادثے کے بعد جس میں ہماری افواج کے اعلیٰ کمان دار شہید ہو گئے تیزی کے ساتھ صورت حال تبدیل ہوئی ہے میں نئے آنے والوں سے بھی یہ درخواست کرتا ہوں کہ شخصیت پرستی کے بتوں کو پوجنے کی بجائے ادارے تشکیل دیئے جائیں اس سے پہلے بھی شخصیتوں کے بت تراشے گئے۔ آج بھی ہم وہی عمل دہرا رہے ہیں آپ نے دیکھا کہ ۱۷ اگست کے اس حادثے کے بعد اگر یہ واحد چھوٹا سا ادارہ موجود نہ ہوتا تو پاکستان کے اندر ایک اتنا بڑا خلاء رونما ہو گیا تھا کہ خدا جانے اس ایک رات کے اندر ہمارے ملک کے اوپر کیا بیت جاتی لیکن اس ادارے کے تسلسل نے بہترین اور بروقت قیادت فراہم کی ہے چیئرمین سینیٹ ۔ صدر پاکستان بن گئے اور اس طرح واقعات کا تسلسل ان کے ہاتھ میں رہا اس لئے افراد کی بجائے خواہ وہ کتنے ہی ذہین ہوں کتنے بھی فطین ہوں، کتنے بھی جری ہوں، کتنے بھی بہادر ہوں، کتنے بھی بلند نظر ہوں کتنے بھی بلند اقبال ہوں ان کے مقابلے میں ایک چھوٹا سا ادارہ بھی زیادہ اہم ہے اس لئے ہمیں اداروں کی تشکیل پر توجہ دینی چاہیئے ، افراد پر نہیں ۔

جناب غلام اسحاق خان صاحب نے اقتدار سنبھالا اور انہوں نے اپنی پوری توجہ آنے والے انتخابات پر مرکوز کر دی ۔ یہ حکومت انہیں ورثہ میں ملی۔ لیکن انہوں نے آج کی حکومت اور اس سے پہلی حکومتوں کی طرح black era کی باتیں نہیں کیں ۔ انہوں نے پچھلی حکومتوں اور پچھلے واقعات پر سیاہی پھیرنے کی بجائے ، مستقبل پر نظر رکھی انہوں نے یہ دیکھا کہ ہمیں آئندہ کیا کرنا ہے ، ہمیں آئندہ کیا کرنا چاہیئے ، نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۶ نومبر کو پاکستان کی تاریخ کے نہایت پُر امن اور منصفانہ انتخابات ہوئے ۔ جس کے نتیجے میں حکومتیں تشکیل پائیں ، ا

۱۶ر نومبر کے انتخابات کے نتائج حاصل کرنے کے لئے جناب غلام اسحاق خان پاکستان کی عدلیہ افواج پاکستان، پاکستان کی سیاسی پارٹیوں کے قائدین سب نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اپنا اپنا کردار بہترین طریقے سے ادا کیا تب جا کر یہ انتخابات اپنے صحیح وقت پر صحیح طریقے سے منعقد ہو سکے، انتخابات کے بعد کچھ دنوں کی گرما گرمی، بحثا بحثی بیان بازی کے نتیجے میں جناب صدر پاکستان نے محترمہ بے نظیر بھٹو کو پاکستان کا وزیر اعظم نامزد کیا اور تمام صوبوں کے لئے ایک ہی دن یعنی اسی دن جس دن مرکز میں اسمبلی بلائی گئی تمام صوبوں کی اسمبلیاں بھی کال کر لی گئیں اس طرح پنجاب میں آئی جے آئی کی حکومت بنی اور مرکز میں پیپلز پارٹی کو حکومت ملی اور باقی صوبوں میں مخلوط حکومتیں بن گئیں۔ جمہوری وفاقی ملکوں میں یہ معمول کی بات ہے یہ روز کی بات ہے کہ وہاں پر ایک صوبے میں کسی کی حکومت ہے دوسرے صوبے میں کسی کی حکومت ہے تیسرے صوبے میں کسی اور پارٹی کی حکومت ہے، مرکز میں کوئی اور پارٹی حکومت کر رہی ہے یہ معمول کی بات ہے کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہے پاکستان میں شاید پہلی مرتبہ ایسا واقعہ ہوا ہے اس سے پہلے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد بھی دو صوبوں میں ایسا ہوا تھا کہ دوسری پارٹیوں کی حکومت تھی اور جو جلد ہی ختم کر دی گئی تھی اور اب یہ دوسری دفعہ ہے۔ صرف پنجاب ایسا صوبہ ہے جس میں ایک اور پارٹی کی حکومت بنی ہے۔ حکومت کسی کی بھی ہو بہر حال ہر عہدے کا ہر مقام کا اپنا ایک وقار ہوتا ہے، اپنی ایک عزت ہوتی ہے، اپنا ایک پروٹوکول ہوتا ہے، اپنا ایک رکھ رکھاؤ ہوتا ہے، اپنا ایک طریقہ ہوتا ہے۔

مرکز اور پنجاب میں محاذ آرائی اس دورانیے کا بہت ہی اہم واقعہ ہے وزیر اعظم لاہور تشریف لے گئیں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کا استقبال نہیں کیا یہ دوسرے پاکستانی شہریوں کی طرح مجھے بھی اچھا نہیں لگا وزیر اعلیٰ کو وزیر اعظم کے

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

استقبال کے لئے آنا چاہیئے لیکن اس کے پیچھے ایک تلخ تجربہ بھی موجود ہے۔ جب وزیراعظم پہلی دفعہ لاہور تشریف لے گئیں اور وزیراعلیٰ پنجاب ان کو رخصت کرنے کے لئے ہوائی اڈے پر آئے تو بے قابو منہ زور جیالوں نے اپنی لیڈر کی موجودگی میں وزیراعلیٰ کے خلاف نعرہ بازی کی جو کسی طرح مناسب نہیں تھی پارٹیوں کی قیادت کو اپنی پارٹیوں کے اوپر مناسب کنٹرول رکھنا چاہیئے۔ ان کی تربیت کرنی چاہیئے ان کو سمجھانا چاہیئے ایک طرف ضمنی انتخابات کی مجبوری اور دوسری طرف پچھلا تجربہ اس بات نے وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے درمیان اور زیادہ تلخی گھول کر رکھدی ہے جس کے نتیجے میں آئندہ چند دنوں میں کیا ہونے والا ہے وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں، دونوں کے درمیان تلخی کو کم کرنے کی ضرورت ہے لیکن دونوں کے جمہوری حق کو ہم چھین نہیں سکتے ہیں۔ ان کو اپنے اپنے طور پر اپنی اپنی طرز پر سیاسی ذہانت چالاکیوں کی شعبدہ بازیوں کے اظہار کی بھی اجازت ہے اور اپنی ذہانت اور فطانت کے ذریعے ایک دوسرے کی حکومت کو الٹ کر اپنی حکومت بنانے کی بھی اجازت ہے لیکن سیاست کا میدان ذہانت سے لڑا اور جیتا جاتا ہے۔ اس کو بھینسوں کی لڑائی نہ بنایا جائے۔ ذہانت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کیا جائے پر امن طریقے سے پھر جس کی بھی حکومت بنتی ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

دوسرا اہم واقعہ بلوچستان اسمبلی کی غیر قدرتی موت ہے۔ اس پر اس ایوان میں پہلے بات ہو چکی ہے اور میں اس کو صرف احمد ندیم قاسمی کے ان ہی اشعار تک محدود رکھتا ہوں

چاند اس رات بھی نکلا تھا مگر اس کا وجود
اتنا خوں رنگ تھا جیسے کسی معصوم کی لاش

تارے اس رات بھی چمکے تھے مگر اس ڈھب سے

جیسے کوئی جسم حسیں کٹ جائے قاش بہ قاش

اتنی بے چین تھی اس رات مہک پھولوں کی

جیسے ماں جس کو ہو کھوئے ہوئے بچے کی تلاش

موسیٰ خان کو ظفراللہ جمالی صاحب نے بلوچستان اسمبلی توڑنے کا مشورہ دیا اور انہوں نے اسمبلی توڑ دی اس طرح رات کے اندھیرے میں ۳ بجے شب تو جناب موسیٰ خان، ٹکا خان گلستان خان گویا دبستان کھل گیا یعنی یہ وہ لوگ ہیں ایک تو فوجی اور پر سے ریٹائرڈ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی ذہانت خود فوج میں بھی ضرب المثل ہے یہ سوا لاکھ کے ہاتھی جو ہمارے کندھوں پر لدے ہوئے ہیں ان سے نجات حاصل کرو ان سے ہماری جان چھڑاؤ۔ اب سویلین حکومت کے ہم نے خواب دیکھے اور وہ آئی ہے تو اس نے بھی ٹکا خان کو ہمارے اوپر بھیج دیا یعنی کوئی سویلین ذہین فطین مناسب آدمی ہمیں ملتا ہی نہیں ہے۔ جناب ان سے ہمیں نجات دیجئے گا اور ان کے ہاتھوں ایسا ہی ہو گا رات کو تین بجے ٹیلی فون کے اوپر بیٹھے ہیں کہ کب گھنٹی بجے گی کب میں اسمبلی توڑ دوں گا۔ خدا کے لئے ان کو برطرف کرو، ان کی جگہ پر سیاسی لوگ لاؤ ورنہ یہ حادثے دوسری جگہوں پر بھی ہونے والے ہیں۔ بلوچستان اسمبلی کے بعد اس عرصے میں تیسرا اہم واقعہ سارک کانفرنس کا ہے۔ نئی سیاسی وزیراعظم کے لئے اپنی خارجی زندگی کے اظہار کا پہلا موقع تھا کہ باہر کے ملکوں کے ساتھ دو ملکوں کے تعلقات میں دوستی اور تعاون استوار کرنے کے لئے وہ اپنی ذہانت لیاقت اور محنت کو بروئے کار لائیں۔ یہ پہلا موقع انہیں بہت ہی جلد حاصل ہو گیا جو کسی پچھلے سربراہ کو اتنا سنہری موقع نہیں ملا تھا لیکن میں یہ کہوں گا کہ لاہور کی اسلامی کانفرنس کی طرح سارک کانفرنس بہت زیادہ فوائد نہیں دے سکی۔ سارک کے

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

سات سربراہ پاکستان تشریف لائے۔ جن میں ہمارے روایتی حریف روایتی دشمن ہندوستان کے سربراہ راجیو گاندھی بھی تھے۔ ہمیں خوشی ہے کہ راجیو گاندھی تشریف لائے ۲۷/۲۸ برس کے بعد ہندوستان کا کوئی سربراہ پاکستان کی سرزمین پر آیا اور سیاسی موضوعات دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات پر ان کو خوشگوار بنانے کے لئے آپس میں باتیں ہوئیں ہمیں امن چاہیئے امان چاہیئے اور ہمارے محدود وسائل جو ہیں ان میں سے کچھ بچاتا ہے اپنے لوگوں کے لئے اپنے غریبوں کے لئے مسکینوں کے لئے ان کی تعمیر کے لئے ان کی ترقی کے لئے ان کی بھوک و افلاس کو دور کرنے کے لئے اور اس کے لئے ہمیں اردگرد کے ماحول کو پرامن بنانے کی ضرورت ہے اس کے لئے جتنی بھی کوشش کی جائے وہ کم ہے لیکن میں یہ بات عرض کرتا ہوں کہ ہندوستان اور پاکستان ازلی دشمن ہیں اور انہوں نے ہمیشہ دشمن رہنا ہے۔ باچہ خان کے جنازے میں شرکت اور سارک کانفرنس کے ممالک کا آپس میں ملنا ہماری اس دشمنی کو ہمارے دلوں سے نہیں نکال سکتا میں ایک ایسے خاندان کا فرد ہوں جس نے مشرقی پنجاب سے مغربی پنجاب میں ہجرت کی میں ان زخموں کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ میں ان باتوں کو کبھی نہیں بھلا سکتا میں اس دشمنی کو اپنے دل میں رکھتا ہوں اپنے دماغ میں رکھتا ہوں اپنی نسلوں میں منتقل کرتا ہوں یہ قبائلی دشمنی کی طرح اٹل ہے اور اس نے ہمیشہ رہنا ہے لہذا ہمیں امن چاہیئے اور ہمیں اپنے وسائل کو صرف فوج کے اوپر خرچ نہیں کرنا ہے وہاں سے کچھ بچانا ہے اور اس کو بچانے کے لئے کاغذی معاہدے دونوں طرف کی مسکراہٹیں روایتی جملے بین الاقوامی رشتے اور مجبوریاں ہمارے درمیان امن قائم کر سکتی ہیں؟ امن قائم کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ پاکستان اپنی فوجی طاقت کو ہمیشہ ہندوستان کے مقابلے میں متوازن رکھے پاکستان اپنی افواج کو کم کرے لیکن اس کے مقابلے میں لازماً دفاع کے لئے ایٹمی طاقت حاصل کرے پاکستان

نیشنل آدمی بنائے پوری قوم کو فوجی تربیت دے پوری قوم کو مستقبل کے لئے تیار رکھے یہی ہمارے لئے امن کی ضمانت ہے اسی سے امن قائم ہوگا اسی سے معاہدے ہوں گے اور اسی سے ان معاہدوں پر عمل درآمد ہوگا۔

کشمیر پاکستان کا حصہ ہے۔ کوئی معاہدہ، کوئی کاغذ، کوئی وعدہ، ہمیں کشمیر حاصل کرنے سے نہیں روک سکتا۔ پاکستان کشمیر کو حاصل کرے گا اس لئے کہ وہ ہماری شہ رگ ہے، اس لئے کہ وہاں پر مسلمان بستے ہیں، اس لئے کہ وہ ہمارا قدرتی حصہ ہے، جس پر طاقت کے ذریعے غاصبانہ قبضہ کر لیا گیا ہے۔ اور ہم کبھی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ ہمارے گھر پر تو کوئی زبردستی قبضہ کر لے اور ہم پھر اس کو رسید لکھ کر دے دیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا ہے۔ کبھی نہیں ہوگا۔ انشاءاللہ۔

راجیو صاحب کی آمد، اور ان کے ساتھ طے پانے والے معاہدات اپنی جگہ خوشگوار ہیں۔ لیکن کچھ بین الاقوامی لحاظ ہوتے ہیں، کچھ بین الاقوامی آداب ہیں، باہر کی دوستیاں، دوسرے ملکوں کے ساتھ تعلقات، جلسہ عام میں طے نہیں پاتے، ان کے لئے یہ فورم ہے یہ ان بڑے ایوانوں میں طے کئے جاتے ہیں.... ڈلیسائی کے بارے میں جلسہ عام میں جو توہین آمیز باتیں کی گئیں میں ان سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ پچھلی حکومت نے مرارجی ڈلیسائی کو تمغہ دینے کے لئے کہا تھا۔ مرارجی ڈلیسائی کے دور میں پاکستان کے ساتھ بہترین تعلقات رہے۔ روس کے بہکاوے کے باوجود انہوں نے پاکستان پر حملہ کرنے سے احتراز کیا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ پاکستان اور ہندوستان، پرامن طریقے سے رہ سکتے ہیں، ۔ وہ تمغہ کی بات اس طرح ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ ایک گاؤں کا بڑا زمیندار، دوسرے زمیندار کے پاس گیا، اس نے کہا کہ صاحب، میں نے ساتھ والے گاؤں میں جانا ہے، مجھے اپنی گھوڑی دے دیں۔ اس نے کہا کہ گھوڑی تو مر گئی.... اچھا... اسی

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

نے کہا جی بڑا افسوس ہوا ، آپ کی گھوڑی تو بہت قیمتی تھی ، بڑی ٹھیک رفتار تھی ، بڑی شاندار اور خوبصورت تھی ، مر گئی ہے ، بڑا افسوس ہوا ۔ اس نے کہا خیر وہ تو اب مر گئی ہے ۔ اگر نہ بھی مرتی تو آپ کو دینی تب بھی نہیں تھی ۔ جناب ! آپ اس کو نہ بلوائیں ، اس کو نہ invite کریں نہ تمغہ دیں ، لیکن جلسہ عام میں اس طرح کی باتوں کا کہنا .... وہ after all سابق وزیر اعظم ہیں ، یہ دو خاندانوں کے ذاتی تعلقات کا قصہ نہیں ہے ۔ یہ دو ملکوں کے مستقبل ، مستقل تعلقات کا پرابلم ہے ۔ جسے صدیوں تک رہنا ہے ۔ ہم اگر ایک دفعہ کسی دوست کے ساتھ ، کسی کو کہیں گے کہ آیئے .... اور پھر اس کے ساتھ یہ رویہ رکھیں گے تو شاید کوئی بھی ، کبھی ہمارے ہاں نہ آئے ۔ کوئی بھی ہمارے تمغے وصول کرنے نہ آئے ۔ آپ کا تمغہ کوئی اتنی قیمتی چیز نہیں ہے ۔ یہ ایک آنر ہے ، ایک عزت ہے ، اس کو اس طرح بے عزتیوں میں تبدیل نہیں کرنا چاہیئے ۔ یہ نامناسب رویہ ہے ۔

تیسری اہم جو بات ہے ، وہ ہے ضمنی انتخابات ، پاکستان میں اس حکومت کے قیام کے بعد بارہ سیٹوں پر ضمنی انتخابات ہو رہے ہیں اور یہ ضمنی انتخابات بجائے خود پاکستان کے اندر سیاسی گرما گرمی کی ایک وجہ ہے ۔ وزیر اعظم اور نواز شریف کے درمیان تعلقات کی بہتری میں ایک رکاوٹ بھی ۔ بجائے خود یہ ضمنی انتخاب بھی ہیں ۔ ان کا پریشر ، ان کی ضرورتیں بھی دونوں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑا رہی ہیں ، یہ زور آزمائی بھی ہو سکتی ہے ، وقتی طور پر تو بارہ سیٹوں پر ضمنی انتخابات ہونے والے ہیں ۔ جن میں دو سیٹیں پیپلز پارٹی نے خالی کی ہیں ، اور دو سیٹوں پر پہلے انتخاب ہی نہیں ہوا تھا باقی سیٹیں آئی جے آئی کے ممبروں نے خالی کی ہیں ۔ اب جو بظاہر صورت حال بنتی ہے وہ کچھ اس طرح نظر آتی ہے کہ کراچی میں پیپلز پارٹی نے اپنی خالی کی ہوئی سیٹ بلا مقابلہ جیت لی ۔

ہے۔ دوسری سیٹ ایم کیو ایم نے چھوڑی تھی، وہ ایم کیو ایم کو مل جائے گی۔ تیسری سیٹ کوٹ ادو کی ہے، جس میں بڑا مقابلہ نظر آتا ہے، جہاں پہ غلام مصطفےٰ کھر اپنے مرکزی لیڈر کو اپنی خالی کی ہوئی سیٹ پر انتخاب لڑوا رہے ہیں، اور غالب امکان یہی ہے کہ غلام مصطفےٰ کھر اپنی سیٹ کو دوبارہ جیت لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اگلی سیٹ ڈیرہ غازی خان کی ہے جہاں سے فاروق لغاری صاحب اپنی ہی خالی کی ہوئی سیٹ پر انتخاب لڑ رہے ہیں اور غالب امکان یہی ہے کہ وہ اپنی سیٹ جیت لیں گے۔ اس طرح یہاں تک تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس سے آگے آیئے۔۔۔ دو سیٹیں لاہور کی ہیں، دو فیصل آباد کی ہیں، لاہور کی دو سیٹوں میں سے ایک نواز شریف صاحب نے خالی کی ہے جس پر میاں اظہر صاحب انتخاب لڑ رہے ہیں اور دوسری سیٹ محترمہ بینظیر نے خالی کی ہے جس میں ان کی پارٹی کے محمد رفیع صاحب ہیں اور اس کے مقابلے میں وہی پرانے حریف جو ہیں وہ انتخاب لڑ رہے ہیں۔ یہاں بھی غالباً دونوں گروپ ایک ایک سیٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن انتخاب کا اصل معرکہ فیصل آباد میں لڑا جا رہا ہے وہاں کی ایک سیٹ جس پہ پہلے مقابلہ ہی نہیں ہوا تھا، انتخاب نہیں ہوا تھا، اور ایک سیٹ ہے جو آئی جے آئی نے خالی کی ہے، آج سے تین چار دن تک وہاں پہ پیپلز پارٹی کی نمایاں برتری نظر آتی تھی، لیکن پچھلے ایک ہفتہ میں پنجاب کی کابینہ کے جوان سال وزراء وہاں موجود ہیں ان کی محنت، اور مسلسل تگ و دو کے بعد وہاں حالات کچھ بدلے لگتے ہیں۔ اگرچہ مرکزی وزراء بھی وہاں موجود ہیں لیکن

بہ یوں تو سر و قد رتبہ تحصیلداری کا
مگر مشکل کشا دراصل پٹواری کو کہتے ہیں

تو جناب اگرچہ مرکزی وزراء بھی موجود ہیں، لیکن مرکزی وزارت زیادہ تر رسمی

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

کپڑوں کی الماری کی طرح ہے اور اصل اختیارات جو ہیں وہ صوبوں کے پاس ہیں، دیہاتوں کے اصل مسائل، صوبائی وزراء کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جو اپنے اپنے صوبوں میں رہتے ہیں لہذا ان کی محنت۔ ان کی محنت سے زیادہ پھل لاتی ہے، اب تھوڑی سی صورت حال وہاں تبدیل ہوتی نظر آتی ہے۔

سیالکوٹ کی سیٹ آئی جے آئی جیتتی نظر آتی ہے اور اس کے مقابلے میں جو اوکاڑہ کی سیٹ ہے اس پہ پیپلز پارٹی کو برتری حاصل ہے، اس طرح سے مجموعی طور پر ضمنی انتخابات کوئی بہت بڑی تبدیلی نہیں لائیں گے تقریباً نتائج وہیں تک رہیں گے۔ جہاں پہلے تھے، شاید پیپلز پارٹی کو ایک سیٹ پہلے کے مقابلے میں زیادہ مل جائے۔ اس کا امکان ہے۔ لیکن اس سے کوئی بنیادی فرق نہیں پڑے گا، جتنا بخار چڑھا ہوا ہے، اتنی بڑی یہ بات نہیں ہے لہذا انتخابات کو آپ معمول کی کارروائی سمجھیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب اعجاز علی خان جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: میں طارق صاحب کا شکر گزار ہوں کہ الیکشن کا انہوں نے اب پورا رزلٹ دے دیا ہے اب ہمیں ٹی وی دیکھنے کے لئے بیٹھنا نہیں پڑے گا۔ یہ اب سینیٹر کے ساتھ ساتھ نجومی بھی بن گئے ہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری: انشاء اللہ یہی نتائج ہوں گے۔

جناب چیئرمین: ذرا خیال کیجئے، آپ پر دھاندلی کا الزام نہ آجائے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب انتخابات میں دھاندلی کے دونوں طرف ماہرین موجود ہیں میری ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس کے بعد میں تھوڑا سا ذکر اپنے ارد گرد کے حالات اور خارجہ تعلقات کے ضمن میں کروں گا۔ نئی حکومت کے قیام کے بعد افغانستان کی صورت حال میں بہت نمایاں تبدیلیاں پہلے سے ہی آنا شروع ہو گئی تھیں مجاہدین تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں اور مستقبل قریب میں روسی

فوجیں افغانستان سے نکل جانے والی ہیں۔ روسی فوجوں کا افغانستان سے نکل جانا صرف جنیوا معاہدے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ روسی فوجوں کو وہاں کے بہادر افغانیوں نے اپنی طاقت کے بل پر نکالا ہے اور جنہوں نے روس کی ایک لاکھ فوج کو وہاں سے نکال دیا ہے وہ نجیب کی حکومت کو بھی زیادہ عرصہ ٹکنے نہیں دیں گے اور یہ زیادہ دور کی بات نہیں ہے کہ افغانستان میں ایک اچھی اور پاکستان کی دوست حکومت جلد قائم ہونے والی ہے جو انشاء اللہ مجاہدین کی قیادت میں ہوگی۔ اس طرح ہمارا یہ محاذ جو ہے یہ بند ہو جائے گا۔ اور ہمارے افغان بھائی جو پاکستان میں ہمارے مہمان کی طرح موجود ہیں وہ جلد ہی موسم گرما شروع ہونے تک اپنے وطن کو لوٹ جائیں گے۔

ایران میں جنگ بند ہو چکی ہے۔ ایران عراق جنگ بند ہو چکی ہے اور پاکستان کو نئے دوستوں کی تلاش سے پہلے اپنے دوستوں کے ساتھ اپنی دوستی کو استوار اور مضبوط کرنا چاہیئے۔ بین الاقوامی منظر میں عرب ملکوں کے ساتھ ایران کے ساتھ وہ پہلی سی گرمجوشی موجود نہیں ہے۔ اور میں توقع رکھتا ہوں کہ نئی حکومت ہندوستان کی طرف ہاتھ بڑھانے سے پہلے ایران اور ترکی کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرے۔ ایران، ترکی، افغانستان اور پاکستان ایک ایسی مستحکم، موثر طاقت بن سکتی ہے کہ کسی کو پاکستان کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہو سکے گی۔ ہمارے درمیان کسی بھی طرح کا کوئی تضاد نہیں ہے کوئی تصادم نہیں ہے۔ اور ہم ایک دوسرے کے قدرتی حلیف ہیں ہمیں اس کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اپنے تعلقات کو عربوں کے ساتھ استوار کرنا چاہیئے۔ اور اپنے دفاعی نقطہ نظر سے اپنی بین الاقوامی طاقت کے نقطہ نظر سے ہمیں بنگلہ دیش، ملائیشیا اور انڈونیشیا پر توجہ دینی چاہیئے۔ وہاں سے ہمیں طاقت ملے گی، وہاں سے ہمیں خلوص ملے گا، وہاں سے ہمیں محبت اور توانائی ملے گی۔ امریکہ کے ساتھ ہمارے تعلقات دوستانہ اور خوشگوار ہیں۔ لیکن پچھلے کچھ عرصہ سے امریکی دوستی سے پاکستان کے اندر بدا خلقت بڑھ گئی ہے۔ دوستی کو دوستی تک رکھیئے۔

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

کسی کو پاکستان کے اندر کھل کھیلنے کا موقع نہ دیجئے۔ روس کے ساتھ ہمارا واحد تنازعہ جو افغانستان کی صورت میں پیدا ہوا تھا وہ انشاءاللہ عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ لہذا نئی حکومت روس کو افغانستان سے نکل جانے پر مجبور کرے اور اپنی پوری توجہ اسی پر مرکوز کرے۔ اس کو ڈھیل نہ دے۔ تب یہ ہمارا فرنٹ چند مہینوں میں بند ہو سکتا ہے۔ لیکن اس پر پوری طرح گہری نظر رکھنا ہو گی۔ جاتے ہوئے روسی پلٹ کر بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ ہوش، بہادری اور جرأت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیجئے تو انشاءاللہ ہمارا یہ فرنٹ بند ہو جائے گا تو پھر ہمیں بین الاقوامی سطح پہ بہت حد تک سانس لینے کی مہلت مل جائے گی۔ اور ہم اپنے اندرونی معاملات پہ زیادہ بہتر توجہ دے سکیں گے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Thank you Mr. Chirman. Better late than never. I am also glad that we have in the Hall at this particular moment my very dear friend Mr. Javed Jabbar who has been blowing hot and cold sitting behind me for the last six months. I am glad that he is available and present here to listen to me. I have had the patience to listen to him for a very long period. I am glad he is present here today.

Sir, a lot has been said and most of the members have had a lot and to be honest there is a very little one can add to what has already been said. I will, therefore, be very precise knowing that you warned my predecessor and also knowing that there is no time limit on speeches but yet I will be short and brief.

Sir, I think, I will be failing in my duty if I don't convey my sentiments to our President the then Acting President Mr. Ghulam Ishaq Khan, the Chiefs of the Armed Forces, the Chief Election Commissioner and the Judiciary for having conducted the elections which by all standards; national and international have been extremely fair and unbiased. However, Sir, the first controversy was unleashed

by the statement of our Prime Minister in a first press conference when she mentioned that there has been a selective rigging in the Punjab. Sir, a lot has been said on this and I have got no intention of dwelling on this any further but for the benefit of the membrs I would like to quote the statement of the Chief Election Commissioner which appeared in the 'Daily Nawa-i-Waqt' of 17th January, 1989 Lahore edition. I am doing this because I think that this controversy should now be laid to rest and I am appealing to the Government as well as to the Opposition not to raise this question any further. The Chief Election Commissioner is quoted to have said:—

"سیاسی جماعتیں کیچڑ نہ اچھالیں سپورٹس مین سپرٹ کا مظاہرہ کریں"

He goes on to say;

" انتخابات میں دھاندلی کے الزامات بے بنیاد ہیں چیف الیکشن کمشنر نے کہا کہ نومبر کے انتخابات مکمل طور پر آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ اور پر امن طور پر منعقد ہوئے تھے۔ اور اس پر پوری قوم کو فخر کرنا چاہیئے۔ ملک میں کسی بھی جگہ دھاندلیوں کے الزامات کو انہوں نے بے بنیاد قرار دیا۔"

At this juncture Sir, carrying on with this controversy any further will be negating what our worthy Law Minister mentioned the other day, when he said that we as an institution and they as a party have the highest respect for this institution and therefore, we must now refrain from discussing this thing any further and we must refrain from giving any press statements on this particular issue.

I would now like to briefly touch upon the issue which has been dealt with at length by the other speakers already. The new development since the election has been uncalled for confrontation between the Centre and the Province of Punjab. Obviously, it started by the first press statement of the Prime Minister and then it has been carrying on and on and it is being intensified day in and day out. Both the Federal Ministers and the Provincial Ministers have said things which are not very palatable if this democracy and the democratic institutions have got to be strengthened. It is time that we must act like mature people and try and listen to each other's point of view, accommodate each other and display tolerance. I would plead that this thing should now stop. We must accept the verdict

[Dr. Bisharat Elahi]

that the people have given, the Peoples Party coalition Government is in office in the Centre. The IJI Government is at the helm of affairs in the Province. This is what the people of Pakistan, the voters of Pakistan wanted and this is what it is. Let people who have lofty ideas about dmocracy accept it and let us get on with the job.

Another said incident has been the dissolution of the Baluchistan Assembly. This has already been discussed at length in the Senate and I have got no intention of saying very much on this but I would only comment that it has left a very bad taste in the mouth of all the Senators in this House and it has been a retrograde step as far as democracy is concerned. We do sincerely hope that this issue is resolved as soon as possible in the best interest of democracy and in the best interest of the people of Baluchistan.

Sir, one thing which has been very significant is the American involvement in the affairs of Pakistan right from the time that just before the elections were due in Pakistan. There has been intense activity, a lot of Americans from the State Department have been coming up and down and it is within the knowledge of everybody in Pakistan that they have been trying to manoeuvre things in this country This reminds me a statement which appeared in the press with reference to what Qazi Hussain Ahmed Sahib said

"آیا کہ اس ملک کے فیصلے پاکستان میں ہو رہے ہیں یا کہ پاکستان کے باہر ہو رہے ہیں؟"

Granted that the Americans have geo-political interest in this part of the continent but it appears to me that at the moment they are the ones who are calling the shots. We are an independent sovereign country. We must try and tell the Americans where they belong and put them in their proper place. Yes, they have been of assistance to us as regards the Afghan issue but the primary object for the assistance was their own interest in this part of the world.

The other significant thing, Sir, in this very connection is a visit of Mr. Stephen Solarz. With a lot of fanfare he has come to this part of Pakistan and has now been projected as a friend of Pakistan. Sir, we all know that this gentleman has an axe to grind. He is no friend of Pakistan. He has come here to strengthen the Indian in-

fluence on Pakistan. His main objective was to:—

(1) promote the sale of Indian goods in Pakistan;
(2) dissuade Pakistan from carrying on with its nuclear policy; and
(3) salvage whatever they can out of the Afghanistan issue.

Similarly, we have had the Russian Deputy Foreign Minister coming here. The Russians were the one who refused to talk about the form of a government in Afghanistan after the withdrawal of their troops from Afghanistan. This was at the time when they were pressurising Pakistan into signing the Geneva Accords and they even threatened that they would sign it or withdraw their troops unilaterally. Now, we all know that Russia is leaving Afghanistan because they have been defeated in Afghanistan. It is a fact, an historical fact which they themselves have concealed it. They are not leaving Afgahnistan out of love for Afgahnistan or out of any courtesy for Pakistan. The Russians interference at this juncture in the form of government and their effort to try and prop the Najibullah Regime should keep us on our guard. We must let the Afghan people decide their own fate.

Another issue, Sir, is that I would like to dwell somewhat on the SAARC Conference. The Federal Government and the Peoples Party have been very vocal in blowing the trumpet about the SAARC Conference Sir, this is a conference which had been conceived and which was going to be held anyway in Pakistan even before the elections were announced or even before the Government took the office. It is a matter of chance that it happened when the Peoples Party had already resumed office. I have no quarrel on that score but what they are trying to make out of the SAARC Conference is not in the least justified. The three so-called treaties or agreements which they have signed with India to me would appear to be of no consequence at all, yet we hear day in and day out the mention of these, going on the television at all forums. It would appear to me that this is the deliberate effort to try and side-track the people of Pakistan from the main issues of dispute between India and Pakistan.

Yes, Kashmir is a difficult issue but that does not mean that we should sign a cultural agreement with India and then say we have got closer. Perhaps the mention of Mrs. Indira Gandhi, Mujibur Rehman and Mrs Bandra Naike by our Prime Minister at the SAARC Conference was completely out of context. It had no bearing on

[Dr. Bisharat Elahi]

SAARC and neither did it have any bearing on the SAARC Conference. The reason why it was mentioned is something which I believe the members of the Senate and the people at large would like to know.

I would like also to mention the sad incident at Karachi where a renowned Professor Dr. Rashid Chaudhry was man-handled in the presence of a Federal Minister. Sir, in the adjournment motion discussed this morning, the honourable Minister had said that Dr. Rashid Chaudhry did not get hurt and the seven stitches are fictitious, they are not there. I would like to draw the attention of the Law Minister to this and would request him to please make a note that when investigations are being carried out the people concerned must find out whether this was true or not. I had heard of six stitches, I had not heard of seven. So, the number of stitches is a matter for dispute but the persons was seriously man-handled. I visited Dr. Rashid Chaudhry the following day. He was still swollen and was bleeding from the nose, his head was bandaged, I did not actually see the stitches but he told me that he had to have six stitches in his head. I am not blaming the Government for what happened but the very fact that it happened in the presence of a Federal Minister is a very shameful state of affairs. I would also like to mention here that although I did not hear it myself but I read it in the paper:

وہ جو اخباروں میں جھلکیاں آتی ہیں کہ جب امیر حیدر کاظمی صاحب ایوان میں داخل
ہوئے تو طارق رحیم صاحب نے انہیں "کراچی کے سپرمین" کے خطاب سے پکارا

I hope it was not in context with this incident and I hope that the Ministers should respect the feelings of others and not try to provocate by saying these things in the Senate.

Sir, there is lot more one can say but the itme is nearing 1'Oclock and I would, therefore, thank you for having allowed me to say what I wanted to say.

Mr. Chairman: Thank you very much Dr. Sahib.

At. 1.15 p.m we will take up the adjournment motion regarding load shedding. Before that we will deal with the speeches. Next speaker is Mr. Hussain Bkhsh Bangulzai.

Mir Hazar Khan Bijarani: Mr. Chairman, Sir, what about me?

جناب چیئرمین : میرے خیال میں آپ کی باری -
should be tomorrow morning. We will give you first turn tomorrow morning.

Mir Hazar Khan Bijarani: Thank you, Sir.

Mr. Chairman: Mr. Hussain Bakhsh Bangulzi.

جناب چیئرمین : بنگلزئی صاحب، ذرا تھوڑا سا اختصار سے کام لیں، باقیوں کو میں نے نہیں کہا لیکن چونکہ اب وقت کی کمی ہوتی جا رہی ہے اس لئے آپ سے درخواست کی ہے۔

میر حسین بخش بنگلزئی : میں آپ کا بہت مشکور ہوں جناب، کہ آپ نے آخر یاد فرما ہی لیا لیکن اس افسوس کے ساتھ کہ جب وقت کی پابندی بھی لگا دی گئی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین : میں پابندی نہیں لگا رہا۔

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب اب تو صرف ۲۰ منٹ ہیں، ان سپیکرز کے متعلق جناب آپ کا کیا خیال ہے کہ جو ڈیڑھ گھنٹے کی تقریر کر کے چلے گئے اور آپ سنتے رہے۔

جناب چیئرمین : میں تو کوئی پابندی نہیں لگا رہا۔

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب اس کے بعد تو ایوان بھی خالی ہوگا، بہرحال بڑی مہربانی جناب، میں کوشش کروں گا کہ ایوان کا وقت ذرا زیادہ نہ لوں، بسم اللہ الرحمان الرحیم ۰

گرامی قدر چیئرمین ! اس معزز ایوان میں آج ملک کی سیاسی صورت حال ایک تحریک کے ذریعے زیر بحث ہے جو ۱۶ نومبر سے لے کر آج کے دن پر محیط ہے میں اس سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار ایک مشہور اقتصادی ماہر کی اس کوٹیشن سے شروع کرنا پسند کروں گا۔

[Mir Hussain Bukhsh Bangulzai]

"Money is the basic tie. It ties and unties all the ties."

اس مشہور اقتصادی مقولے کے حوالے سے ہمارے دور کے ایک مشہور اور ماہر اقتصادیات سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق صاحب نے کل حساب کتاب کے فگرز کا حوالہ دے کر اس ہاؤس کو جس انداز میں مطمئن کیا اور آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کے ذریعے انہوں نے پاکستان کے دس کروڑ عوام کو اس بات کے متعلق مطمئن کیا کہ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۷ء تک خزانہ جس انداز میں خالی تھا اور ۱۹۷۷ء سے لے کر ۱۶ نومبر تک خزانے میں جو کچھ تھا اس کا حوالہ ریکارڈ سے حالات سے، تجزیات سے ڈاکٹر محبوب الحق صاحب نے جس ماہرانہ انداز میں پیش کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہی کچھ کافی ہے۔ ایک معزز رکن نے یہ ارشاد فرمایا کہ سیاست اور تاریخ میں آپس میں کوئی جوڑ نہیں میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک مشہور سیاستدان کا مقولہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"Political science without history has no fruit and history without political science has no root".

ان بنیادی حقائق کے حوالے سے جب تک کہ ہم اس ملک کی تاریخ کو نہ سمجھیں اس وقت تک ہم اپنے ملک کے سیاسی مسائل کو حل نہیں کر سکتے۔ جہاں تک تاریخی حوالوں کا تعلق ہے اس سے بڑھ کر اس ملک کی سیاسی تاریخ میں کوئی خوش آئند بات نظر نہیں آئی کہ ۱۶ نومبر کو اس ملک کے اندر آزادانہ انتخابات ہوئے اس ملک کے عوام کو اس بات کی اجازت دی گئی کہ پارلیمانی جمہوریت کے حوالے سے اپنی بنیادی رائے کا اظہار ووٹ کے ذریعے کرے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج برسر اقتدار طبقہ آج برسر اقتدار پارٹی بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کرتی ہے کہ پچھلا گیارہ سال کا تاریک دور، اور اس تاریک دور کے خلاف جدوجہد کا وارث صرف اور صرف اپنی سیاسی پارٹی کو سمجھتی ہے میں اس سلسلے میں تاریخ کے حوالے سے اور سیاسی جدوجہد کے حوالے سے یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جناب آج کی جمہوریت

آج کا یہ منتخب ایوان صرف پیپلز پارٹی کی سیاسی جدوجہد کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اُس جدوجہد کے اندر تمام وہ سیاسی لوگ جن کو اس ملک کے ساتھ نہ صرف محبت ہے بلکہ وہ اس ملک کے اندر جمہوری سیاست کو پرموٹ کرنا چاہتے ہیں اس کو استحکام بخشنا چاہتے ہیں ان تمام لوگوں کی جدوجہد اپنے اپنے انداز میں اس میں شامل ہے۔

جناب آپ مسلم لیگ کے تین سالہ اُس روشن دور کو اُن روشن کارناموں کو کیا کہیں گے، جب مسلم لیگ نے عنانِ حکومت سنبھالی اور اس ملک سے مارشل لاء اٹھایا۔ جنابِ والا! آپ مسلم لیگ کے اس کردار کو کہاں دفن فرمانا چاہیں گے کہ جب اس نے اس ملک سے پچھلے ۲۰ سال سے نافذ ایمرجنسی کو جس میں ان کے ۵ سال کا انقلابی دور بھی موجود تھا، اُٹھایا، اس کے متعلق آپ کیا فرمائیں گے۔ حضور! میں برسرِ اقتدار جماعت سے پوچھنا چاہوں گا جب فارن پالیسی کے حوالے سے جنیوا مذاکرات ہوئے تھے تو یہ فخر صرف مسلم لیگ کو حاصل ہے انہوں نے ملک کے اندر تمام سیاسی جماعتوں کو جس میں پیپلز پارٹی بھی شامل تھی اعتماد میں لیا اور ملک کی سیاسی اور خارجی صورتِ حال کو ان کے سامنے پیش کر کے ان کے متعلق رائے لی۔ جناب والا! آپ پچھلے تین سال کے اس کارنامے کو کس کھاتے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ کہ جب مسلم لیگی حکومت نے اس ملک کے اندر بنیادی حقوق بحال کئے۔

جنابِ والا! آج بہت سے سیاسی رہنماؤں کو ایک سیاسی گدگدی ہونے لگی ہے کہ یہ سینیٹ کس لئے بیٹھی ہے یہ جنرل ضیاء الحق کے اس سلسلے کی آخری کڑی ہے۔ لہذا اس کو قبل از وقت فوراً ختم کر دیا جائے۔ میں مودبانہ طور پر اس سیاسی رہنما کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ تاریخ کے حوالے سے آپ نے ۱۹۷۷ء میں پہلے احتساب پھر انتخاب کا نعرہ لگا کر اس ملک کو گیارہ سال تک سیاسی حقوق سے محروم رکھا یہ ریکارڈ کی بات ہے جناب والا! برسرِ اقتدار جماعت کو قطعاً نہیں بھولنا چاہیئے کہ اس ملک کے تمام لوگوں نے اس ملک کے الیکشن میں حصہ لیا ہے اور اس

[Mir Hussain Bukhsh Bangulzai]

participation کے نتیجے میں فگرز بتاتے ہیں کہ کاسٹڈ ووٹ میں سے آپ کو صرف ۳۹ فیصد ووٹ ملے ہیں جبکہ باقی جماعتوں کو ۶۱ فیصد ووٹ ملے ہیں۔ تو جناب اس ۲۰ فیصد ووٹ کا جو تضاد ہے آیا آپ یہ کلیم کرتے ہیں کہ آپ سب کے لیڈر ہیں قطعاً نہیں۔

جناب چیئرمین! جہاں تک خارجہ پالیسی کا تعلق ہے ۸۵ء کے الیکشن کے حوالے سے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایم آر ڈی نے یہ تحریک چلائی اور اس تحریک کے نتیجے میں ملک کے اندر یہ الیکشن ہو گئے کیونکہ حکمرانوں کو اس ملک میں الیکشن کرانا ہی کرانا تھا اس لئے کہ ایم آر ڈی کی تحریک نے مجبور کیا مگر ۱۹۸۵ء کے الیکشن کے متعلق جناب آپکا کیا خیال ہے جبکہ اس ملک کی تاریخ میں سب سے زیادہ اس غیر جماعتی الیکشن میں ووٹ کاسٹ ہوئے کیا وہ پاکستان کے عوام سے تعلق نہیں رکھتے تھے کیا وہ پاکستان کے ووٹرز نہیں تھے کیا انہوں نے اسمبلیوں میں لوگوں کو منتخب کر کے نہیں بھیجا، ضرور بھیجا کوئی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا اور اسی کے نتیجے میں جب یہ سینیٹ وجود میں آئی اور اسی آئین کے حوالے سے جب اس سینیٹ کا وجود باقی تھا اس کے چیئرمین جو اس وقت عبوری صدر تھے اس ملک کے اندر الیکشن ممکن ہو سکے اور اس انتخاب کے نتیجے میں اس وقت آپ صوبوں میں اور قومی اسمبلی میں عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں جناب اس سینیٹ کے اس کردار کو آپ بھول رہے ہیں کہ سینیٹ کے چیئرمین نے Acting President کی حیثیت سے اس ملک کے اندر smoothly transfer of power کیا۔ جناب یہ وہ باتیں ہیں جو روزِ روشن کی طرح تاریخ کے اوراق میں ظاہر ہیں اور کوئی بھی شخص ان سے انکار نہیں کر سکتا اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ضیاء الحق کے اس آخری ادارے سینیٹ کو بھی ختم کرنا چاہیئے تو جناب میں برسراقتدار طبقے سے ایک بات پوچھنا ضرور پسند کروں گا حضور! آپ انتخابات میں انقلابی کیسے ٹھہرے اور باقی لوگ reactionary کیسے

ٹھہرے میں ان انقلابیوں کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کم از کم چار پوائنٹ کے متعلق جواب دیں (۱)، کیا آپ اور ان reactionaries کی خارجہ پالیسی میں سر مو کوئی فرق آپ نے نمایاں کیا، بالکل نہیں وہی چل رہی ہے (۲) کیا آپ ان reactionaries کے سیاسی نظام میں کوئی فرق لاتے، اپنی کوئی پالیسی دی، کوئی نہیں۔ (۳) جناب! کیا آپ ان reactionaries کے بجٹ میں سر مو فرق لائے۔ کوئی نہیں۔ جنابِ والا! ہمیں اس بات پر خوشی ہے کہ ہم نے پچھلے تین سال کے اندر غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن کرائے۔ صحیح۔ لیکن ایک سیاسی جماعت قائم کر کے اس ملک کے اندر اس ملک کی تاریخ میں جو پالیسیاں دی ہیں آج یہ انقلابی جماعت اس کے اندر سر مو فرق بھی نہیں لائی۔ ہم اس بات پر مطمئن ہیں اور ہم انہیں کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم کر رہے تھے آپ وہی کچھ کرتے چلے جائیے لہذا بنیادی بات میں یہ کہنا چاہتا تھا جب پالیسز کے اندر کوئی فرق نہیں ہے تو نہ کوئی انقلابی ہے نہ کوئی reactionary جناب۔ ہم سب democrates ہیں۔

اس کے علاوہ جناب! میں ایک بات آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا اس وقت برسرِ اقتدار جماعت کے پاس الیکشن کے اندر صرف ایک سیاسی بلینک چیک تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس بلینک چیک کو انہوں نے کیش کیا لیکن آنے والے دور میں اس قسم کا کوئی بلینک چیک ان کے پاس نہیں ہوگا اور اگر کوئی عوام کے بینکوں میں بلینک چیک ہو سکتا ہے وہ صرف ان کا کردار ہوگا ان کے کام ہوں گے اور اس ملک کے لئے خدمات ہوں گی۔ اسی بنیاد اور اسی میرٹ کی بنیاد پر برسرِ اقتدار جماعت آنے والے الیکشن لڑ سکے گی۔

جنابِ والا! اس ہاؤس نے پچھلے چار سال کے اندر جو تاریخ مرتب کی ہے

[Mir Hussain Bukhsh Bangulzai]

جو روایات چھوڑی ہیں ان روایات میں ایک روشن اور بہترین مثال یہ ہے ہم سب نے تمام صوبوں سے تعلق رکھنے کے باوجود ایک بنیادی نکتے پر اتفاق کیا ہے اور یہ ایوان اسی وجہ سے وجود میں آیا ہے اور وہ پاکستان اسکی سلامتی پاکستان کے عوام کی خوشحالی اور بین الاقوامی برادری میں پاکستان کا مقام ۔ یہ وہ باتیں ہیں، جن کے لئے ہم نے پچھلے چار سال سے کسی کے ساتھ سودا بازی نہیں کی اور نہ اس کے بعد کریں گے ۔ میں برسر اقتدار طبقے سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ پیپلز پارٹی چیئرمین کی حیثیت سے اس ملک کے اندر اپنی پالیسیز نافذ نہ کریں ، ہم ان سے توقع رکھتے ہیں کہ پاکستان کے وزیراعظم کی حیثیت سے ، ان کو اس ملک کے اندر اپنی پالیسیز نافذ کرنی چاہئیں ۔ ہم جب بات کریں گے تو پاکستان کے بلند ترین مفادات کے حوالے سے کریں گے ۔ اس کے مفادات ، ہماری سیاست سے زیادہ عزیز ہیں ۔ ہم جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں ، ہم جمہوریت کی ترقی چاہتے ہیں اور اپنے اس خیال کے ساتھ تمام ان معاملات میں ، تمام ان سلسلوں میں برسر اقتدار جماعت کی مدد کریں گے کہ جو انصاف کے تقاضوں کے خلاف نہ ہوں ۔ جب کبھی بھی ہمیں یہ پتہ چلے جب کبھی بھی ہم اپنے ضمیر کے مطابق یہ محسوس کریں کہ انصاف کے تقاضوں کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھایا جا رہا ہے تو ہم اس کی مخالفت کریں گے اور ڈٹ کر مخالفت کریں گے ۔ جناب والا! مخالفت برائے مخالفت ہماری سیاست کی بنیاد نہیں ، بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صرف مخالفت سے بات نہیں بنتی ، اگر کسی چیز سے بات بن سکتی ہے تو آیئے مل کر ہم اس ملک میں جمہوریت کے فروغ کے لئے کام کریں ۔ آیئے مل کر ، اس ملک کے وقار کے لئے کام کریں ، آیئے ، سب سے پہلے پاکستانی بن کر سوچیں ، اور پاکستانی بن کر اس ملک کے مفادات کی حفاظت کریں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جب لوگ کریڈٹ کو اپنی طرف لے جاتے ہیں تو مجھے صرف حساس ذہن کی وجہ سے افسوس ہونے لگتا ہے اور میں

غالب کے اس شعر سے اپنی اس گفتگو کو ختم کرنا پسند کروں گا ۔

دل میرا سوز دروں سے بے محابا جل گیا
آتشِ خاموش کی مانند ، گویا جل گیا

شکریہ جناب !

جناب چیئرمین : اب میرا خیال ہے کہ بقیہ جو تقاریر ہیں، اس موضوع پر ان کو کل شروع کیا جائے گا۔ اس وقت میں آئیٹم نمبر گیارہ جو کہ ایک تحریکِ التوا ہے اور جس کو بحث کے لئے منظور کر لیا گیا تھا۔ اس پر اب مولانا سمیع الحق صاحب اظہار خیال کریں گے ۔

DISCUSSION ON – LOAD-SHEDDING POLICY OF THE GOVERNMENT

مولانا سمیع الحق : بسم اللہ الرحمن الرحیم ، جناب چیئرمین صاحب ! لوڈ شیڈنگ ملک کا ایک اہم مسئلہ بنا ہوا ہے ، اور ملک کی ایک بہت بڑی آبادی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے بے حد مشکلات سے دوچار ہے ۔ اس لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے جو بحران سامنے آیا ہے ۔ اس کا ایک بنیادی باعث یہ ہے کہ پلاننگ صحیح طریقے سے نہیں کی جا رہی ہے ۔ پلاننگ میں گڑبڑ کی وجہ سے بعض علاقے انتہائی تکالیف سے دوچار ہیں ۔ مثلاً دور دراز کے دیہات میں ایک رات میں چار چار دفعہ بجلی چلی جاتی ہے اور ایک ایک گھنٹے کے لئے جاتی ہے ۔ یہی حال دن کو بھی ہوتا ہے ۔ اب اس کے مقابلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ بعض علاقوں کو لوڈ شیڈنگ سے بالکل مستثنیٰ رکھا گیا ہے ۔ یا اگر وہاں لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے تو بالکل برائے نام ہوتی ہے ۔ مثال کے طور پر اسلام آباد ہمارے سامنے ہے ۔ ملک کو جو جو تکالیف پیش آتی ہیں ، عام آدمی کو جو مصیبتیں اٹھانی پڑتی ہیں ، ان تکالیف کا احساس تب ہوتا ہے کہ خود انسان کو ان سے واسطہ پڑے ۔ وفاقی وزراء جہاں

[Maulana Sami-ul-Haq]

رہتے ہیں ارکان پارلیمنٹ جہاں رہتے ہیں، وہاں تو دن کو بھی بعض اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ سڑکوں پر بھی لائٹیں جلتی رہتی ہیں۔ جب تک ہم لوگوں کو ان تکالیف کا عملاً مشاہدہ نہیں ہوگا تو ہمیں پتہ نہیں چلے گا کہ ملک بھر میں کیا صورت حال ہے اور عوام پر کیا گزرتی ہے۔ سیکرٹریٹ میں تمام دن بتیاں جلتی رہتی ہیں۔ اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پلاننگ کی کمی ہے۔ وہاں شیشے لگے ہوئے ہیں سورج کی روشنی ہے۔ اگر شیشوں کے ذریعہ روشنی حاصل کی جائے اور اس مقصد کے لئے پردے ہٹا لئے جائیں تو کتنی بجلی کی بچت ہو سکتی ہے۔ لیکن دن بھر یہاں سیکرٹریٹ میں بجلی جلتی رہتی ہے، اسلام آباد میں جلتی ہے۔ لیکن غریب اور جو پسماندہ علاقے ہیں، ساری مصیبت ان پر ڈالی جاتی ہے۔ نام تو غریب عوام کا لیا جا رہا ہے، اور جمہوریت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ایسے حالات میں ہرگز زیب نہیں دیتا کہ پسماندہ اور دور اُفتادہ علاقے جو ہیں وہ ساری مصیبتیں اٹھائیں۔ ایسی ناقص پلاننگ کی ایک مثال سامنے ہے، لوگ کہتے ہیں کہ پانی کی کمی ہے۔ ہماری معلومات کی حد تک اس وقت منگلا اور تربیلا جھیلیں اس وقت لبالب بھری ہوئی ہیں۔ ایک انچ مزید پانی کی اس میں گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اس پانی کو چھوڑا نہیں جا رہا اب معلوم نہیں کہ اس میں کیا فنی رکاوٹیں ہیں۔ خواہ مخواہ ایک ڈیم جو کہ دو صوبوں کے درمیان منافرت کا ذریعہ بن سکتا ہے، لوگ اس کو اُچھال رہے ہیں، شاید اس کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے ایسا کیا جا رہا ہے یا دنیا بھر کو بتانے کے لئے کہ پانی نہیں ہے۔ اگر بالفرض کسی فنی وجہ سے، تربیلا ڈیم اور منگلا جھیل کا پانی نہیں چھوڑا جا سکتا تو ان ایام کے لئے کوئی متبادل صورت اختیار کرنی چاہیئے۔ پھر صنعتی لحاظ سے پسماندہ علاقوں میں بجلی بہت کم خرچ ہوتی ہے لیکن ان علاقوں کو بھی اور صنعتی علاقوں کے برابر لوڈشیڈنگ کے حساب سے رکھنا۔ یہ صریحاً زیادتی ہے۔ صوبہ سرحد میں پہلے سے ہی صنعتیں برائے نام ہیں، اب اگر وہاں بھی دن رات میں چھ چھ

دفعہ بجلی بند ہو تو وہاں کی انڈسٹری کیا دہ جاتی ہے بلکہ وہاں کی ساری انڈسٹری تباہ ہو کر رہ جاتی ہے۔

آپ ایسے پسماندہ علاقوں میں جہاں پہلے سے بجلی کم خرچ ہو رہی ہے، وہاں لوڈ شیڈنگ کم کریں، اور جہاں بہت زیادہ خرچ ہو رہی ہے، وہاں لوڈ شیڈنگ کا زیادہ دباؤ ڈالیں۔ جناب صوبہ سرحد کا تو ایک عجیب المیہ ہے۔ بجلی پیدا ہوتی ہے۔ سرحد میں، آپ کے سارے بجلی کے منصوبے درگئی، وارسک، مالاکنڈ، اور تربیلا میں ہیں۔ ہائیڈرل بجلی یہاں پیدا ہو رہی ہے لیکن آپ نے اور صوبوں سے بھی زیادہ اس کو مشکل میں ڈالا ہوا ہے۔ کم از کم وہاں تو کچھ فرق ہونا چاہیئے تھا۔ تاکہ ان لوگوں میں احساس محرومی پیدا نہ ہو کہ جو بجلی ہم سے لی جاتی ہے، اس کی آمدنی بھی ہمیں نہیں دی جاتی اور پھر اس بجلی سے بھی ہمیں محروم رکھا جاتا ہے، اس لئے جو علیحدگی پسند قوتیں ہیں وہ چاروناچار اس مسئلہ کو اپنی سیاست کا ایشو بناتی ہیں اور پھر لوگوں میں بھی یہ احساس پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ ان علاقوں میں جہاں بجلی پیدا ہوتی ہے بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔

اب تک نجی شعبہ میں بجلی اور انرجی پیدا کرنے کے لئے کیوں توجہ نہیں دی گئی۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ سابقہ حکومتوں نے کچھ منصوبے ایسے سامنے رکھے تھے کہ نجی شعبہ میں بھی انرجی پیدا کرنے کے لئے لوگ آگے بڑھیں لیکن موجودہ حکومت نے شاید نجی شعبہ میں بجلی پیدا کرنے، انرجی پیدا کرنے کے راستے روک دیئے ہیں۔ مجھے پٹرولیم کی حد تک معلوم ہوا ہے کہ پٹرولیم کے جو بھی منصوبے تھے متعلقہ وزیر نے حکم جاری کیا ہے کہ میری sanction کے بغیر ہرگز جاری نہ کئے جائیں۔ اب جب سیکرٹری کے پاس اکنامک کمیٹی کی رپورٹ آ جاتی ہے اور وہ اجازت دے دیتا ہے، پھر سیکرٹری کو پابند کر دیتا کہ پٹرولیم

[Maulana Sami-ul-Haq]

کا کوئی منصوبہ میرے دستخطوں کے بغیر آگے نہیں جائے گا۔ اس سے تو شاید منسٹروں کی ذاتی انا کا مسئلہ حل ہو جائے۔ منسٹروں کا ذاتی بحران تو حل ہو جائے لیکن ملک کا بحران اس سے حل نہیں ہوگا۔

اسی طرح میں جناب متعلقہ وزیر جو اس حکومت کے ہیں، شاید اس ایوان میں وہ اس وقت موجود بھی نہیں، اور تحریک التوا جس موضوع پر ہے، وہ ان سے متعلقہ ہے۔ تو میں اس حکومت سے بڑے ادب سے پوچھتا ہوں کہ آپ ہمیں آج کی فرصت میں ضرور بتائیں کہ لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ حل کرنے کے لئے، اور انرجی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے نئی حکومت کے ذہن میں کیا کیا منصوبے ہیں، کیا کیا پروگرام ہیں۔ اب تک تو وہی رواں منصوبے ہیں جو چل رہے ہیں، انہی پر کام ہو رہا ہے۔ آخر نئی انقلابی حکومت جو آئی ہے، اس نے کیا سوچا ہے یا اس مسئلہ کو قیامت تک اسی طرح چلنے دیا جائے گا یا اگلے پانچ سالوں میں اس کو کس طرح حل کیا جائے گا۔ اگر ان کے ذہن میں کچھ منصوبے ہیں یا انہوں نے کچھ سوچا ہے تو وہ بھی اس ایوان کے سامنے لائیں کیونکہ قوم شدید پریشانی اور مشکلات میں مبتلا ہے، اب جب یہ حالت ہے تو پانچ سال بعد، دس سال بعد اس ملک کا کیا حال ہوگا جب آبادی بڑھ جائے گی۔ اور بجلی کا استعمال ہزار گنا زیادہ ہو جائے گا۔ جہاں بلب کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہوتی تھی اب وہاں ٹیلی ویژن، فریج، استری، واشنگ مشین، ائیر کنڈیشنرز وغیرہ آ گئے آخر حکومت نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ یہ جب ضرورت بڑھے گی تو کیا ہوگا حکومت نے آنکھیں بند کر لی ہیں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: مولانا قواعد کے مطابق آپ دس منٹ کی تقریر کر سکتے ہیں تو ایک منٹ آپ کا رہ گیا۔

مولانا سمیع الحق: آخر میں، میں گزارش بھی کروں گا کہ اس سلسلے میں ایٹمی توانائی

کا مسئلہ انتہائی اہم ہے اور جب تک ہم ایٹمی توانائی کے میدان میں اسی طرح پس و پیش کرتے رہیں گے اور بیان دیتے رہیں گے۔ کبھی سولارز آئے گا کبھی راجیو آئے گا۔ اور ہم کبھی کسی کو خوش کریں گے اور کبھی کسی کو خوش کریں گے تو یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہے گا۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی چیئرمین (سید محمد فضل آغا) نے کرسی صدارت سنبھالی)

مولانا سمیع الحق: ایٹمی توانائیوں کو بیان بازیوں اور سودا بازیوں کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور جتنی جلد ممکن ہو سکے اس مسئلے میں خود کفیل ہونا چاہیئے۔ ان گذارشات کی روشنی میں، میں ایوان اور حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں کہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے جن مشکلات میں عوام مبتلا ہیں ان کے ازالے کے لئے وہ فوری اقدامات کریں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ میر ہزار خان بجارانی صاحب۔

میر ہزار خان بجارانی: جناب چیئرمین! لوڈ شیڈنگ کی جو صورت حال ملک کے اندر ہے اس پر جتنی روشنی ڈالی جائے میں سمجھتا ہوں کم ہے۔ کیونکہ یہ ایک اتنی بڑی مصیبت ہے جس سے پاکستان کا کوئی بھی فرد بچا ہوا نہیں ہے اور خاص کر کے جو لوگ دیہاتوں میں ہیں ان کے ساتھ یہ ایک عذاب کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ شہر والے اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں اول تو بڑے شہروں میں لوڈ شیڈنگ ہوتی ہی نہیں اور اگر کبھی چھوٹے شہروں میں لوڈ شیڈنگ ہوتی بھی ہے تو گھنٹے آدھ گھنٹے کے اندر اسے ختم کر دیا جاتا ہے لیکن دیہی علاقوں میں جتنی فیڈرز لائنز ہیں ان پر ہر روز چھ، آٹھ اور دس گھنٹے تک لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے جس سے لوگوں کی زندگی عذاب بن گئی ہے۔

[Mir Hazar Khan Bijarani]

جناب والا! اوّل تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا آپ کے توسط سے کہ کیا دیہات والوں کو صرف اسی چیز کی سزا دی جاتی ہے [illegible] دیہی علاقوں میں رہتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری اکانومی agrobased economy ہے اور دیہی علاقوں اس لحاظ سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں وہاں جتنے ٹیوب ویل نصب ہیں اگر وہ ٹیوب ویل دن میں دس بارہ گھنٹے بند رہیں ظاہر ہے اس کا ہماری ایگریکلچر پر اثر پڑے گا۔ اور یقیناً اس اثر کا جو فوری ردّعمل ہوتا ہے یا آگے چل کر ہو گا وہ ہماری اکانومی پر ہو گا۔ اگر اس لحاظ سے دیہی علاقوں میں لوڈشیڈنگ کا سلسلہ بند نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم اس میں کمی کی جائے۔

جنابِ والا! اور تو اور میں اپنے حوالے سے ایک بات اس ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میری اپنی ٹاؤن کمیٹی میں چھ گھنٹے روزانہ لوڈشیڈنگ ہوتی ہے پچھلے دنوں میں اپنے گاؤں گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ گاؤں نہیں ٹاؤن کمیٹی ہے اس کے باوجود بھی وہاں چھ گھنٹے بجلی بند رہتی ہے جبکہ اس ٹاؤن کمیٹی میں سینکڑوں پرائیویٹ کنکشن ہیں اس میں ۱۰/۱۲ انڈسٹریل کنکشن ہیں یہاں بڑی بڑی رائس ملیں ہیں وہ بند رہتی ہیں۔ کمرشل کنکشن وہاں کافی تعداد میں موجود ہیں وہ سارے نقصان اٹھاتے ہیں یعنی وہاں جتنے لوگ تھے وہ چیخ اُٹھے کہ صاحب ہمیں کسی طریقے سے اس سے نجات دلائیں۔ اب سمجھ نہیں آتی کہ اس لوڈشیڈنگ کا پس منظر کیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ عارضی طور پر مصنوعی لوڈشیڈنگ کر کے کالاباغ ڈیم بنانے کا منصوبہ تیار کیا جا رہا ہو۔ یا یہ لوگوں کو باور کرانے کے لئے کہ بجلی کی کمی ہے لہٰذا اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمیں کالاباغ ڈیم کی ضرورت ہے۔ جناب والا! اگر اس justification سے کالاباغ کی تعمیر عمل میں آنی ہے تو

میں سمجھتا ہوں کہ ملک کا باشعور فرد کم از کم اس justification سے متاثر نہیں ہو سکتا۔ اور کالا باغ ڈیم کی جو مخالفت ماضی میں یا اس وقت صوبہ سندھ میں اور صوبہ سرحد میں ہوئی ہے اس سے نہ صرف یہ ہاؤس بلکہ ملک کا بچہ بچہ بخوبی واقف ہے۔

جناب والا! اگر بجلی کی کمی پاکستان میں ہے تو ہر سال سینکڑوں گاؤں الیکٹریفائی کرنے کے لئے پروگرام میں شامل کئے جاتے ہیں تو اس کی کیا justification ہے؟ جب آپ موجودہ کنکشنز کو صحیح طور پہ نہیں چلا سکتے جن دیہاتوں کو آپ نے already بجلی دی ہوئی ہے ان کو روشن نہیں رکھ سکتے، جن انڈسٹریز کو آپ نے already چلانے کا تہیہ کیا ہوا ہے انہیں آپ صحیح طور پہ نہیں چلا سکتے تو اس منصوبے کو expand کرنے کی کیا justification ہے۔ اگر آپ کے پاس بجلی کا resource نہیں ہے تو اس کی expansion کی کوئی justification نہیں بنتی۔ ہاں اگر آپ کے پاس resource موجود ہے اور آپ ہر سال expansion کا پروگرام دیتے ہیں تو پھر لوڈ شیڈنگ کی کیوں ضرورت پیش آتی ہے؟ تو یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں جس کی کم از کم مجھے سمجھ نہیں آتی یا تو آپ اس expansion کو ختم کریں یا اگر آپ کے پاس resources ہیں تو آپ لوڈ شیڈنگ کو ختم کریں اس کا حل جو میرے ذہن میں آتا ہے جناب والا! وہ کالا باغ ڈیم نہیں بلکہ وہ نیوکلیئر طریقے سے بجلی فراہم کرنے کا طریقہ ہو سکتا ہے۔ نیوکلیئر انرجی ہی پاکستان کے اس مسئلے کا حل ہو سکتا ہے۔

میں موجودہ حکومت کے ان افراد سے جن کے کاندھوں پہ یہ ذمہ داری

[Mir Hazar Khan Bijarani]

ہے انکی توجہ مبذول کراؤں گا کہ وہ کالا باغ ڈیم کے issue کو ایک متنازعہ issue بنا کے قوم کو اس بحث میں الجھانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ اس سے ہٹ کر نیو کلیئر انرجی کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں۔ اور ان منصوبوں کو اس قوم کے سامنے لائیں پارلیمنٹ کے سامنے لائیں جو منصوبے متنازعہ نہیں اور جن پہ ساری قوم متفق ہے۔ ہاں اگر ڈیم بنانا ہی ہے تو اس کے لئے اور sites بھی ہو سکتی ہیں جس پر صوبہ سندھ اور سرحد کے لوگوں سے بات ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر سکردو کے مقام پر بھاشا کے مقام پہ یہ ساری ایسی sites ہیں جہاں سروے ہو چکا ہے اور ان مقامات پر ڈیم بنائے جا سکتے ہیں لیکن بار بار پریس میں اس قسم کی statements آنا کہ کالا باغ ڈیم بنانا ناگزیر ہو گیا ہے انرجی کی ہمیں ضرورت ہے لہذا کالا باغ ڈیم پر عنقریب عمل ہو گا۔ حال ہی میں، دو وزراء کی statements میری نگاہ سے گزری ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے قومی مفاد والے منصوبوں کو متنازعہ نہیں بنانا چاہیئے اور کسی بھی ایک صوبے یا ایک سے زیادہ صوبوں کے مفادات کو اس طرح نظر انداز کر کے کسی منصوبے کو ان پہ مسلط کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ اور پھر justification یہ بنا کر کہ اس وقت ملک میں انرجی کی crises ہیں اس وقت ملک میں بجلی کی کمی ہے لہذا ہمیں کالا باغ ڈیم بنانے کی ضرورت ہے مناسب نہیں۔

جناب والا! میں مختصراً آپ کے توسط سے اس حکومت تک اپنے یہ خیالات پہنچانا ضروری سمجھتا تھا کہ لوڈ شیڈنگ کو اول تو فوری طور پہ ختم کیا جائے۔ خصوصاً رورل ایریاز میں۔ جو اس عذاب میں سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ اور دوسری یہ کہ کالا باغ ڈیم کے منصوبے کو اس بیک گراؤنڈ میں

چھوٹے صوبوں پر مسلط کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور تیسری بات یہ کہ اس مسئلے کا واحد حل اگر ہے تو نیوکلیئر انرجی ہے اور اس پر اگر منصوبے بنائیں جائیں تو وہ اس قوم و ملک کے مفاد میں ہوں گے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! زہری صاحب تشریف رکھئے میں عرض کرتا ہوں۔ sense of the House سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی حضرات بولنا چاہتے ہیں اور اس وقت میرے پاس جو نام دیئے گئے ہیں ان میں قاضی عبدالمجید صاحب کا بھی نام ہے اور تحریک التوا پر بحث کے لئے ہمارے پاس دو ہی گھنٹے ہوتے ہیں۔ ڈیڑھ بج چکا ہے۔ منسٹر صاحب نے بھی اس پر ابھی اپنی سٹیٹمنٹ دینی ہے۔ تو آپ فیصلہ کر لیں کہ اس کو آپ نے کس طرح ڈیل کرنا ہے۔ تھوڑا ٹائم confine کر کے بولنا چاہیے یہ ڈیفر نہیں ہو سکتا۔ اس کو آج ہی ختم کرنا ہے۔

قاضی عبدالمجید: جناب میں عرض کروں گا کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس لئے ذرا ٹائم دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں تو آپ کے ہاتھ میں ہوں۔

قاضی عبدالمجید: آپ پانچ دس منٹ کی بات کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب رول میں یہ ہے کہ ممبر حضرات زیادہ سے زیادہ دس منٹ بول سکتے ہیں۔ منسٹر اور محرک آدھ گھنٹے تک بول سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ بہت سے ممبر صاحبان بولنا چاہتے ہیں۔

میر نبی بخش زہری: جناب پاور کی کمی ہے۔ اس میں بڑا گھپلا ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان باتوں میں ہی وقت نکل جائے گا۔ آپ لوگ فیصلہ کر لیں۔ قاضی عبدالمجید صاحب۔ فرمائیے۔ جو صاحبان بولنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام

سیکرٹری صاحب کو دے دیں۔

قاضی عبدالمجید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب لوڈ شیڈنگ کا جو مسئلہ ہمیں درپیش ہے اس کا میں نے مطالعہ کیا ہے میں آپ کے سامنے کچھ حقائق پیش کر رہا ہوں جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ لوڈ شیڈنگ کیوں ہو رہی ہے اور اس کو ہم کس طریقے سے ختم کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس Hydel Capacity دو ہزار آٹھ سو ستانوے میگاواٹ ہے اور Thermal Capacity دو ہزار چھ سو باون میگاواٹ ہے۔ اس وقت ہمارے پاس کل installed capacity پانچ ہزار پانچ سو انچاس میگاواٹ ہے جو تھرمل اور ہائیڈل کے درمیان میں نے آپ کو بتائی ہے۔ ان اعداد و شمار سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ گذشتہ سال summer میں ہمیں ہائیڈل سے تین ہزار ایک سو تہتر کلوواٹ ملے ہیں اور دو ہزار چھ سو باون ہمیں تھرمل سے ملے ہیں۔ winter میں ایک ہزار سات سو تئیس ہائیڈل سے ملے ہیں اور دو ہزار چھ سو باون ہمیں تھرمل سے مل جائیں گے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس سمر میں پانچ ہزار آٹھ سو پچیس میگاواٹ کی کیپسٹی میسر ہے۔ اس کے برعکس ہمیں جو ڈیمانڈ بتائی گئی ہے وہ پانچ ہزار پانچ سو چھتیس ہے اس لحاظ سے کوئی جواز نہیں بنتا کہ سمر میں کسی قسم کی لوڈ شیڈنگ ہو۔ خاص کر اس ناتے سے کہ ہمارے تھرمل پلانٹس اس وقت بند ہوتے ہیں جب summer میں پانی زیادہ ہوتا ہے تو واپڈا کو ان کی مرمت کرنے کا اچھا موقع ملتا ہے۔ اب رہا سوال winter کا تو اس وقت ہمارے پاس winter میں چار ہزار تین سو پچھتر میگاواٹ ہے۔ اور ہماری ڈیمانڈ ایک ہزار میگاواٹ سے کم ہے۔ اب اس سال جو پراجیکٹس ہمارے مکمل ہونے والے ہیں اس میں سے ہمیں دسمبر میں بارہ سو میگاواٹ مل سکتے ہیں ضرورت اس چیز کی ہے کہ دسمبر میں تو لوڈ شیڈنگ ہونی ہی نہیں چاہیئے۔ اگر

ہم چاہتے ہیں کہ اگلے winter میں لوڈ شیڈنگ کا نام ونشان نہ ہو تو ہمیں صرف اتنا کرنا چاہیئے کہ بارہ سو میگاواٹ کے جو پراجیکٹس ہمارے مکمل ہونے والے ہیں ان میں تاخیر نہ کی جائے اور وہ جب پروگرام دسمبر میں مکمل ہو جائیں اور آپ کی لوڈ شیڈنگ اس دسمبر میں ختم ہو جانی چاہیئے ۔ واپڈا کو صرف یہ چیز دیکھنی ہے کہ ان کی موجودہ کیپسٹی میسر ہو تاکہ لوڈ شیڈنگ ختم ہو جائے ۔

اس کے ساتھ ساتھ دوسری خاص چیز میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے ہاں نقصانات واپڈا میں ۲۵٫۵ فیصد ہیں اور ہمارے کے ای ایس سی میں ۱۸ فیصد ہیں ۔ جناب ۱۹۸۸ء میں ایک سوال کے جواب میں منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ جاپان کا ہے ۹٫۵ فیصد، یو ایس اے کا ہے ۶٫۲۷ فیصد اور یو کے کا ہے ۶٫۲۷ فیصد ۲۵ فیصد نقصانات بہت ہی زیادہ ہیں ۔ اگر ہم یہ کوشش کریں کہ کم از کم پانچ فیصد نقصانات میں ہم کمی کر دیں اور پچیس کی بجائے ہم بیس پہ آجائیں اور اٹھارہ سے ہٹ کر ہم تیرہ پہ آجائیں تو ہمارے پاس چار سو میگاواٹ کی کیپسٹی موجود ہو جائے گی جیسا کہ ہم نے چار سو میگاواٹ کا پلانٹ خرید لیا ہو ۔ اس سے آپ کی چھ ارب روپے مالیت کی بچت ہو جائیگی ۔ اور یہ پاور آپ کو فری ملے گی ۔ فری اس لئے ملے گی کہ آپ کا تیل کا خرچ تو ویسے ہو ہی رہا ہے تو یہ آپ کو بونس مل رہا ہے ۔

Mr. Javed Jabbar: Point of order Mr. Chairman. Sir, I do not wish to interrupt the honourable member. in fact, one has great respect for his knowledge of the subject. Sir, may I invite your attention to Rule 236 for the propose that the House may permit the suspension of the relevant rule in order that this very important issue be put on the Orders of the Day for tomorrow. So that the honourable member has enough time and other members also have enough time to continue this debate.

Mr. Deputy Chairman: If this is the sense of the House, I do not have any objection.

Mr. Abdul Majid Kazi: No objection.

Mr. Deputy Chairman: Agreed?

Mr. Abdul Majid Kazi: Agreed.

Mr. Deputy Chairman: Then the House is adjourned to meet again tomorrow at 10.00 O'Clock.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Tuesday, January 24, 1989]

PCPPK–Litho/2664(88-89) Senate–6-6-1991–300.